ہفت روزہ

11

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

13 تا 19 مارچ 2012ء / 19 تا 25 ربیع الثانی 1433ھ

اس شمارے میں

دونوں مجرم ہیں

نبوت و رسالت کی تکمیل اور ہمارا مشن

شرمین، ہم شرمندہ ہیں

سفید اور سیاہ چہرے

تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام 'بلوچستان: مسئلہ کی نوعیت اور حل' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رپورٹ

ناموسِ رسالتؐ، حرمتِ قرآن اور اعدائے اسلام کی اسلام دشمنی

ڈاکٹر منور انیس اور اُن کی علمی خدمات

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

محاسبۂ نفس

اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ نے اسلام قبول کیا اور ایمان لے آئے تو دیکھئے کہ آیا فی الواقع آپ کا جینا اور مرنا خدا کے لیے ہے؟ کیا آپ اسی لیے جی رہے ہیں اور آپ کے دل اور دماغ کی ساری قابلیتیں، آپ کے جسم اور جان کی ساری قوتیں، آپ کے اوقات اور آپ کی محنتیں کیا اسی کوشش میں صرف ہو رہی ہیں کہ خدا کی مرضی آپ کے ہاتھوں پوری ہو اور آپ کے ذریعہ سے وہ کام انجام پائے جو خدا اپنی مسلم اُمت سے لینا چاہتا ہے؟ پھر کیا آپ نے اپنی اطاعت اور بندگی کو خدا ہی کے لیے مخصوص کر دیا ہے؟ کیا نفس کی بندگی، خاندان کی، برادری کی، دوستوں کی، سوسائٹی کی اور حکومت کی بندگی آپ کی زندگی سے بالکل خارج ہو چکی ہے؟ کیا آپ نے اپنی پسند اور ناپسند کو سراسر رضائے الٰہی کے تابع کر دیا ہے؟ پھر دیکھئے کہ واقعی آپ جس سے محبت کرتے ہیں خدا کے لیے کرتے ہیں؟ جس سے نفرت کرتے ہیں خدا کے لیے کرتے ہیں؟ اور اس نفرت اور محبت میں آپ کی نفسانیت کا کوئی حصہ شامل نہیں ہے؟ پھر کیا آپ کا دینا اور روکنا بھی خدا کی خاطر ہو چکا ہے؟ اپنے پیٹ اور اپنے نفس سمیت دنیا میں آپ جس کو جو کچھ دے رہے ہیں اسی لیے دے رہے ہیں کہ خدا نے اس کا حق مقرر کیا ہے اور اس کو دینے سے صرف خدا کی رضا آپ کو مطلوب ہے؟ اور اسی طرح جس سے آپ جو کچھ روک رہے ہیں وہ بھی اسی لیے روک رہے ہیں کہ خدا نے اسے روکنے کا حکم دیا ہے اور اِس کے روکنے میں آپ کو خدا کی خوشنودی حاصل ہونے کی تمنا ہے؟ اگر آپ یہ کیفیت اپنے اندر پاتے ہیں تو اللہ کا شکر کیجیے کہ اس نے آپ پر نعمت ایمان کا اِتمام کر دیا۔ اور اگر اس حیثیت سے آپ اپنے اندر کمی محسوس کرتے ہیں تو ساری فکریں چھوڑ کر بس اسی کمی کو پورا کرنے کی فکر کیجیے۔

خطبات
سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

سورۃ ہود

(آیات50تا57)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝50 يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝51 وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝52 قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝53 اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝54 مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝55 اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَي اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝56 فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْــًٔـا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝57

’’اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو (بھیجا) انہوں نے کہا کہ میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم (شرک کر کے اللہ پر) محض بہتان باندھتے ہو۔ میری قوم! میں اس (وعظ ونصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟ اور اے قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا۔ اور (دیکھو) گناہ گار بن کر روگردانی نہ کرو۔ وہ بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر نہیں لائے اور ہم (صرف) تمہارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا (کر دیوانہ کر) دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بے زار ہوں۔ (یعنی جن کی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو تو) تم سب مل کر میرے بارے میں جو تدبیر (کرنی چاہو) کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میں اللہ پر جو میرا اور تمہارا (سب کا) پروردگار ہے بھروسا رکھتا ہوں (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا پروردگار سیدھے راستے پر ہے اور اگر تم روگردانی کرو گے تو جو پیغام تم میرے ہاتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور میرا پروردگار تمہاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے گا۔ اور تم اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔‘‘

یہاں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کی طرف بعثت اور اُن کی دعوت کا بیان ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوت توحید دی، اُنہیں کہا دیکھو، اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ جو تم نے نام گھڑ لیے ہیں، اِن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ساتھ ہی اپنی قوم پر یہ بھی واضح کر دیا کہ میں جو دعوت تمہیں دے رہا ہوں، اس پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو اُسی اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے۔ بھلا تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟ دیکھو، اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو، توبہ کرو، شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دو، اس کی جناب میں رجوع کرو۔ تمہارے رجوع الی اللہ کے نتیجے میں اللہ تم پر آسمان سے چھاجوں پانی برسائے گا اور جو قوت اس نے تمہیں دی ہوئی ہے، اِس میں اور اضافہ فرمائے گا، اور مجرموں کی طرح روگردانی نہ کرو۔ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں قوم نے کہا، اے ہود علیہ السلام دیکھو تم ہمارے پاس کوئی سند (یعنی کوئی معجزہ) لے کر نہیں آئے، اور ہم صرف تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور ہم تمہاری بات ماننے والے نہیں۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم نے ہمارے بعض معبودوں کی کوئی گستاخی کی ہے، اس سے ان کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچ گئی ہے اور تمہارا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ یعنی (نعوذ باللہ) ہمارے بعض معبودوں کی تمہارے اوپر پھٹکار پڑی ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا، دیکھو میں اللہ کو گواہ کر کے کہہ رہا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم شریک ٹھہرا رہے ہو میں اُن سے بے زار ہوں، میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہی بات ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ مجھے اِن بتوں کا کوئی خوف نہیں۔ مجھے خوف ہے تو صرف اس ایک معبود کا ہے۔ تو تم سب کے سب مل کر میرے خلاف جو کارروائی کر سکتے ہو کر لو، جو چالیں چلنی چاہو چل لو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ میں نے تو اپنے رب پر توکل کیا ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ نہیں ہے کوئی جاندار مگر یہ کہ اس کی پیشانی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی اس کی قسمت، اُس کی تقدیر، اُسے کیا ملنا ہے، اس کے ساتھ کیا ہونا ہے، یہ سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً میرا رب تو سیدھی راہ پر ملے گا۔ عدل وانصاف کے صاف ستھرے راستے پر چل کر ہی اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اگر تم پیٹھ پھیر لو تو میں نے تمہیں وہ پیغام پہنچا دیا جو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ یاد رکھو اگر تم نے پیغام حق سے روگردانی کی روش جاری رکھی تو میرا رب تمہیں ختم کر دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اُس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 مارچ 2012ء — جلد 21
19 تا 25 ربیع الثانی 1433ھ — شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638، فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دونوں مجرم ہیں

1996ء میں اصغر خان کی سپریم کورٹ میں دائر کردہ رٹ کے بارے میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ فائلوں تلے دبی یہ رٹ بالآخر دم توڑ جائے گی، کیونکہ سپریم کورٹ نے 1999ء میں صرف ایک مرتبہ اس کیس کی سماعت ہوئی۔ بعد ازاں اصغر خاں مسلسل چیختے چلاتے رہے کہ اُن کے کیس کی سماعت کی جائے، لیکن شنوائی نہیں ہو رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اُن کی صدا بصحرا ثابت ہوگی۔ سیاست اور فوج کا گٹھ جوڑ عدل کے راستے کا پتھر بنا رہے گا۔ اب اصغر خاں تھک ہار کر چپ سادھ چکے تھے۔ لوگ یہ کہنا شروع ہو گئے تھے کہ عدلیہ بھی صرف مرکزی حکومت کے خلاف مقدمات آگے بڑھ بڑھ کر لے رہی ہے اور اس کا رویہ جانبدارانہ ہے یعنی عدالت بھی سیاست کر رہی ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے مخالفین کی جانب واضح جھکاؤ رکھتی ہے اور جن سیاست دانوں نے چیف جسٹس کی بحالی میں لانگ مارچ کیا تھا اُن کے احسان کا بدلہ چکایا جا رہا ہے۔ این آر او کا جرم تو کسی صورت معاف نہیں کیا جا رہا، البتہ مہران بینک سکینڈل کیس کو، جس میں فوج کی سابقہ قیادت اور بعض بڑے بڑے سیاست دان ملوث ہیں سرد خانہ میں ڈال دیا گیا ہے، کیونکہ اُس میں شریف برادران بھی ملوث ہیں، جنہوں نے چودھری افتخار احمد کو بحال کرانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہاں تک کہا گیا کہ چیف بحال ہوا ہے، جسٹس بحال نہیں ہوا۔ قصہ مختصر عدالت عظمیٰ نے اس کیس کی سماعت کا آغاز کر کے ایک اچھا قدم اُٹھایا ہے۔ دیر آید درست آید۔ ہم عدالت عظمیٰ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ معاملہ این آر او کا ہو یا مہران بینک سکینڈل کا وہ نتائج کی پروا کیے بغیر اور مجرموں کا قد کاٹھ یکسر نظر انداز کرتے ہوئے قانون کے عین مطابق عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جرأت مندانہ فیصلے کرے۔ پاکستان کے عوام اُس کی پشت پر ہوں گے۔ مہران بنک سکینڈل کیس کیا ہے؟ ہمارے قارئین کی اکثریت کو شاید یاد بھی نہ ہو۔

اگست 1988ء میں ضیاء الحق فضائی حادثہ میں شہید ہوئے تو سینٹ کے چیئرمین غلام اسحٰق خان ملک کے صدر بن گئے۔ ضیاء الحق عام انتخابات کا اعلان کر چکے تھے۔ نئے صدر نے اُسی تاریخ کو انتخابات کروا کر تمام شکوک و شبہات کو ختم کر دیا۔ مسلم دنیا میں بے نظیر بھٹو پہلی مسلمان خاتون وزیر اعظم بن گئیں، لیکن دو سال بعد ہی 1990ء میں صدر اسحٰق نے ضیاء الحق مرحوم کی ورکشاپ میں تیار کردہ آٹھویں ترمیم کے ہتھوڑے کو استعمال کر کے بے نظیر کی حکومت اور قومی اسمبلی کا خاتمہ کر دیا۔ دائیں بازو کی بعض جماعتوں کا اتحاد، جس میں جماعت اسلامی اور میاں محمد نواز شریف کی مسلم لیگ خاص طور پر قابل ذکر تھیں، آئی جے آئی کے نام سے پہلے ہی وجود میں آ چکا تھا۔ بے نظیر اور آصف زرداری کی کرپشن کی وجہ سے یہ اتحاد سیاسی طور پر خاصا مضبوط ہو چکا تھا اور اُسے کافی عوامی حمایت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ صدر اسحٰق اور بری افواج کے سربراہ مرزا اسلم بیگ دونوں بے نظیر کی حکومت سے خوش نہ تھے۔ اُدھر میاں محمد نواز شریف نے بھی، جو پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے مرکزی حکومت کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ بے نظیر کا دوبارہ انتخابات جیت کر آنا کسی طرح مذکورہ بالا ان تین شخصیات کو قبول نہ تھا۔ لہٰذا دائیں بازو کے اتحاد IJI کو برسرِ اقتدار لانے کی بھرپور تیاری کی گئی۔ مہران بینک سکینڈل بھی اسی تیاری کا حصہ تھا۔ یونس حبیب کو جو مہران بینک کے صدر تھے، اس اتحاد اور پاکستان پیپلز پارٹی کے مخالفین میں رقوم تقسیم کرنے کے لیے کہا گیا، تا کہ

پاکستان پیپلز پارٹی کا راستہ روکا جا سکے۔ چنانچہ آج سے لگ بھگ بائیس برس پہلے ایک ارب 48 کروڑ روپیہ تقسیم ہوا۔ دوسرے حکومتی ذرائع بھی استعمال ہوئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کو شکست دے کر آئی جے آئی برسر اقتدار آ گئی۔ جمہوریت میں حکومت کے حصول کے لیے کئی قسم کے فاؤل پلے ہوتے ہیں، لیکن اتنی واضح اور کھلم کھلا بددیانتی جو فوج اور بعض سیاسی عناصر کے گٹھ جوڑ سے ہوئی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ کرپشن کے اِس کیس کے حوالے سے بھی ریاست کا چوتھا ستون صحافت خصوصاً الیکٹرانک میڈیا ڈنڈی مار رہا ہے۔ فوج اور آئی ایس آئی نے اگر رقوم تقسیم کر کے جرم کیا ہے اور یقیناً کیا ہے تو سیاست دانوں نے بھی رقم لے کر جرم کیا ہے، دونوں مجرم ہیں۔ لیکن گزشتہ چند ماہ سے جب سے پاک فوج اور امریکہ میں افغانستان کے حوالے سے تنازع چل رہا ہے، فوج ہی کو ہدفِ تنقید بنایا جا رہا ہے۔ فوج جب امریکہ کی منظورِ نظر تھی تو میڈیا کے لیے بھی مقدس گائے تھی، لیکن جب سے امریکہ فوج سے ناراض ہے پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا پر فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف ایک طوفان برپا ہے۔ ہمارا اپنے الیکٹرانک میڈیا اور انگریزی پرنٹ میڈیا پر ہمیشہ یہ اعتراض رہا ہے کہ وہ کسی کے ایجنڈے پر کیوں کام کرتا ہے۔ اُسے یہ جانے بغیر بے لاگ اور غیر جانبدارانہ تبصرہ کرنا چاہیے کہ کون کیا ہے اور کس ادارے سے اُس کا تعلق ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ اسلام میں سے عدل کو منہا کر دیں تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ ظلم، بے انصافی، جانبداری اور میرٹ کی دھجیاں بکھیرنے سے ہمارا معاشرہ انتہائی بوسیدہ اور بدبودار ہو چکا ہے۔ ہمارے اِس بدبودار معاشرے سے پیدا ہونے والی سنڈاس سے اب انسان کا دم گھٹ رہا ہے، انسانیت تڑپ تڑپ کر جان دے رہی ہے۔ معاشرہ ایک ایسے بے بادشاہ جنگل کی صورت اختیار کر گیا ہے، جس میں خونخوار درندے کمزوروں اور ناداروں کو بے دردی سے چیر پھاڑ رہے ہیں۔ ہماری عدلیہ اگر واقعتاً آزاد ہو گئی ہے تو یہ آزادی اُس کے فیصلوں میں نظر آنی چاہیے۔ مہران بینک سکینڈل کیس میں اِس معاشرے کے دو طاقتور ترین طبقات یعنی سول اور فوجی لٹیروں نے غریب عوام کی دولت کو لوٹا ہے۔ ہم عدالتِ عظمیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ بغیر کسی استثنا کے جس جس پر یہ بددیانتی ثابت ہو جائے، اُسے عبرت ناک سزا دی جائے۔ عوام نے عدلیہ کی آزادی کی جو تحریک چلائی تھی اُس کا ہرگز ہرگز مطلب محض کچھ اشخاص یا کسی ایک شخص کو اُس کے عہدے پر بحال کرانا نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج پاکستان کے عوام عدل کے بھوکے ہیں۔ کہیں وحیدہ شاہ سرکاری اہلکاروں پر تھپڑوں کی بارش برسا رہی ہے اور کہیں اسلم پڑھانہ بدعنوانی کی نشاندہی کرنے پر سرِ بازار شکایت کنندہ کو گولیاں مار رہا ہے۔ ظالم کا ہاتھ مزید وقت ضائع بغیر نہ روکا گیا تو یہ قومی خودکشی کے مترادف ہوگا۔

پریس ریلیز: 9/ مارچ 2012ء

پاکستان کا قیام اسلام اور اسلامی قومیت کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا یہ ملک اِسی بنیاد پر مستحکم ہو سکتا اور باقی رہ سکتا ہے

بلوچستان کی مخدوش صورتحال کا اصل سبب ہماری نظریہ پاکستان اور اسلامی قومیت کے تصور سے روگردانی ہے

مسلمانانِ پاکستان دنیا پرستی، نفس پرستی، ہندوانہ اور مغربی کلچر ترک کر کے اسلام کو اختیار کریں اور نفاذ اسلام کے لیے منظم تحریک چلائیں

حافظ عاکف سعید

لاہور (پ ر) پاکستان کا قیام اسلام اور اسلامی قومیت کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا۔ یہ ملک اِسی بنیاد پر مستحکم ہو سکتا اور باقی رہ سکتا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے علاقائیت اور لسانیت کے تمام تر تعصّبات سے بالاتر ہو کر مسلمان قوم کے طور پر تحریک پاکستان کا ساتھ دیا، تا کہ نفاذ اسلام کے لیے ایک آزاد خطۂ زمین حاصل کیا جا سکے۔ ہمیں جوڑنے والی شے اسلام تھی۔ بانی پاکستان نے اپنے سو سے زائد بیانات میں نفاذ اسلام کی بات کہی تھی، مگر قیام پاکستان کے بعد ہم یہ بات بھول گئے۔ سیکولر طبقہ نے نظریہ پاکستان کی نفی کر دی۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلام سے روگردانی کے نتیجے میں ہم بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا اور ایک قوم بننے کی بجائے پختون، مہاجر، سندھی، سرائیکی، پنجابی اور بلوچی قومیتوں میں تحلیل ہو گئے۔ بلوچستان کی مخدوش صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اگرچہ معدنی وسائل سے مالا مال اِس صوبہ کے خلاف بیرونی طاقتیں بھی گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں، مگر اِس صورتحال کا اصل سبب ہماری نظریہ پاکستان اور اسلامی قومیت کے تصور سے روگردانی ہے۔ انہوں نے اِس بات پر زور دیا کہ ملک میں اسلامی نظریے کو مضبوط کیا جائے۔ بلوچ عوام کے احساس محرومی، لاپتہ افراد، ٹارگٹ کلنگ جیسے مسائل کو حل کیا جانا چاہیے۔ اِسی طرح پرویز مشرف کو بھی، جو لال مسجد کی سینکڑوں بچیوں اور دیگر ہزاروں پاکستانیوں سمیت اکبر بگٹی کا قاتل ہے، گرفتار کر کے کٹہرے میں لایا جائے، مگر اہم ترین شے یہ ہے کہ ہم نفاذ اسلام کی جانب توجہ دیں۔ علاقائی عصبیتوں کا بت اسی سے ٹوٹے گا اور قوم ازسرِنو متحد اور یک جان ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اجتماعی سطح پر سب سے پہلے پاکستان کی بجائے سب سے پہلے اسلام کے اصول کو اپنانا ہوگا اور انفرادی سطح پر دنیا کی بجائے آخرت کو ہدف بنانا ہوگا۔ انہوں نے مسلمانانِ پاکستان سے اپیل کی کہ دنیا پرستی، نفس پرستی، ہندوانہ اور مغربی کلچر ترک کر کے اسلام کو اختیار کریں اور نفاذ اسلام کے لیے منظم تحریک چلائیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور اُس کے حواری پاکستان توڑنے کے درپے ہیں، ہمیں اُن کے مقابلے کے لیے اللہ کی نصرت کی ضرورت ہے۔ اللہ کی یہ مدد اللہ کے دین کا علم بلند کرنے سے حاصل ہوگی۔ اسلام کے بغیر پاکستان کبھی مستحکم نہیں ہوگا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

نبوت ورسالت کی تکمیل اور ہمارا مشن

سورۃ الصف کی آیات 11 تا14 کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 2 مارچ 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الصّف کی آیات 11 تا 14 کی تلاوت
اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

پچھلے تین اجتماعات جمعہ سے جو موضوع زیر گفتگو ہے، آج میں اسے سمیٹنا چاہتا ہوں۔ یہ موضوع رسولوں کی بعثت کا مقصد اور نبی اکرم ﷺ کی امتیازی شان ہے۔ حضور ﷺ کی امتیازی شان کیا ہے، اس حوالے سے ایک بات یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے تمام رسول صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے، جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جن کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہوئی ہے۔ دوسرے یہ کہ آپؐ پر نبوت ورسالت کی تکمیل ہوئی ہے۔ وہ ہدایت نامہ جو آپؐ سے پہلے رسولوں کو کبھی تورات، کبھی انجیل، کبھی زبور اور کبھی کسی اور شکل میں دیا گیا، وہ اپنی کامل ومکمل اور اعلیٰ ترین شکل میں آپ ﷺ کو عطا ہوا۔ قرآن حکیم الہدیٰ ہے، جس میں قیامت تک ہر سطح کے انسان کے لیے کامل راہنمائی موجود ہے، چاہے وہ کسان، مزدور یا دہقان ہو، چاہے بہت اعلیٰ ذہنی سطح کا حامل شخص ہو۔ یہ ہدایت ہر اعتبار سے مکمل ہے اور قیامت تک کے لیے نوع انسانی کی ضروریات کو پوری کرنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے سابقہ کتب سماویہ کے برعکس قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ یہ کامل کتاب ہدایت قیامت تک کے لیے محفوظ کردی گئی۔ اسی طرح آپؐ کو وہ دین حق عطا کردیا گیا، جو پوٹینشلی اپنے اندر قیامت تک آنے والے مسائل کا حل رکھتا ہے۔ لہٰذا اس کی بھی حفاظت کا سامان کردیا گیا۔ دین کے لیے بنیادیں قرآن ہی کے اندر ہیں۔ پھر اس کی وضاحت اور تشریح وتفصیل احادیث میں آئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس دین کو قائم کرکے دکھا دیا۔ چنانچہ آپؐ کے فرمودات اور آپؐ کا عمل، یہ سب چیزیں بھی محفوظ ہیں۔ یہ بھی قیامت تک کے لیے راہنمائی ہیں۔ جب ہدایت کامل اور دین مکمل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کردیا۔ اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ختم نبوت ہمارا اساسی عقیدہ ہے۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد جب جھوٹی نبوت کے دعویداروں نے سر اٹھانا شروع کیا اور کچھ نئے مسلمان، (جن تک دین کی تعلیمات ابھی تک صحیح نہیں پہنچی تھیں، محض اسلام کو غالب قوت دیکھ کر اس میں داخل ہوگئے تھے) جھوٹے نبیوں کو تسلیم کرکے ارتداد کی طرف جانے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ فوراً اس جانب متوجہ ہوئے اور اِس فتنہ کی سرکوبی کے لیے جہاد وقتال کیا۔ جھوٹے مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب بہت بڑی شخصیت تھا۔ اس کے پیروکار بہت زیادہ تھے۔ خلیفۂ اول نے مسئلہ کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسیلمہ کذاب اور اُس کے پیروکاروں کے خلاف بھرپور جنگ کی۔ اس جنگ میں کئی ہزار مسلمان شہید اور اس سے کئی گنا مرتدین قتل ہوئے۔ خلیفۂ اوّل داخلی موانع ومشکلات کے باوجود اِس مسئلہ کی جانب اِس لیے متوجہ ہوئے کہ کسی نئے نبی کا اُٹھ جانا اور جھوٹے نبی کی نبوت کو تسلیم کرلینا، نہایت سنگین جرم اور انتہائی گھناؤنی حرکت ہے۔ یہ دین کا حلیہ بگاڑ دینے کی سازش ہے۔ قادیانی عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کو بھی مانتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مانتے ہیں، پھر (بقول اُن کے) ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ اسلام کے مضبوط قلعہ میں نقب لگاتا ہے۔ لہٰذا قادیانیت حقیقت کے اعتبار سے آج کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قابل مذمت فتنہ ہے۔

آپؐ کی ایک اور امتیازی شان یہ ہے کہ آپؐ نے دین کو بالفعل قائم کرکے دکھا دیا۔ دین قائم کرنا اور میزان عدل کو نصب کرنا یوں تو تمام رسولوں کا ٹارگٹ تھا۔ تاہم قرآن میں جن رسولوں کا تذکرہ ہے، ان کی زندگی میں اس کی نوبت نہ آسکی۔ وہ دعوت دیتے رہے، مگر لوگوں نے اُن کی پکار پر کان نہ دھرے۔ اُن پر ایمان لانے والے لوگ اتنے کم تھے کہ وہ جماعت وجود میں نہ آسکی جو باطل سے ٹکر لیتی۔ رسولِ وقت اپنا فرض ادا کرکے اپنی عمر پوری کرگئے مگر قوم نہ مانی۔ چنانچہ دعوت حق کی مخالفت کی بنا پر قوم کو ہلاک کردیا گیا۔ البتہ رسول اور اُس کے صاحب ایمان ساتھیوں کو بچا لیا گیا۔ لیکن نبی ﷺ کی، جو آخری رسول ہیں یہ خصوصیت ہے کہ آپؐ نے اہل ایمان کی جماعت تیار کرکے اُسے باطل سے ٹکرایا اور دین کو بالفعل غالب فرمایا۔ آپؐ کے متعلق قرآن حکیم میں بڑے اہتمام کے ساتھ فرمایا گیا

کہ اللہ نے آپؐ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر بھیجا اور اس مشن کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ یہ کام آپؐ کے ہاتھوں ہونا تھا کہ یہ اللہ کا دوٹوک فیصلہ تھا، اور ہو کر رہا۔ یہ آپؐ کا خصوصی مشن تھا۔

دین حق اور اسلام کے نظام عدل کا قیام اِس لیے ضروری ہے کہ اِسی سے لوگوں کو عدل وانصاف اور حقوق ملتے ہیں۔ اسی سے امن وامان ہوتا ہے۔ اللہ کے نظام کے بغیر قیام امن ممکن نہیں۔ اسی طرح صحیح معنوں میں انصاف بھی دین کے غلبہ سے مل سکتا ہے۔ ورنہ تو یہی ہوگا کہ کچھ طبقات مراعات یافتہ ہوں گے، اور سارے حقوق انہی کے ہوں گے، اور لوگوں کی عظیم اکثریت حقوق سے محروم ہوگی۔ اِنہیں جان ومال کا خطرہ ہوگا۔ اُن کی عزت وآبرو بھی خطرہ میں ہوگی۔ ہر طرف جنگل کا قانون ہوگا۔ ہر وقت یہ دھڑکا رہے گا کہ ادھر سے کوئی آجائے گا اور گن پوائنٹ پر لوٹ لے گا۔ کوئی میری گاڑی چھین لے گا، کوئی موبائل چھین لے گا۔ نظام عدل کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے انسانوں کو دنیا میں خیر ملے گا، پھر یہ کہ اس سے جو اصل خیر ہے، یعنی آخرت کی فلاح، اُس کا راستہ ہموار ہوگا۔

غلبۂ دین حق کا عظیم مشن اللہ کے وفاداروں کے امتحان کا ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے، باطل طبقات دین حق کا غلبہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ وہ بہر صورت اس کے راستے کی رکاوٹ بنیں گے۔ ایسے میں اللہ کے سچے وفاداروں کا کام یہ ہے کہ رکاوٹوں کا توڑ کرتے اور موانع و مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہوئے رب کی دھرتی پر رب کے نظام کے قیام کی پیہم جدوجہد کرتے رہیں۔ باطل طبقات کے آگے گھٹنے نہ ٹیکیں اور نہ سر جھکائیں۔ یہ خصوصی مشن جو اللہ کے رسولؐ کو عطا ہوا سوال یہ ہے کہ اس کے لیے محنت کون کرے گا؟ حضور ﷺ کو تو یہ محنت کرنی ہی تھی اور آپؐ نے بھرپور محنت فرمائی۔ لیکن دین حق کو کل روئے ارضی پر غالب ہونا ہے کہ آپؐ پوری نوع انسانی کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول ہیں۔ تو اب اس دین کے غلبہ کے لیے قربانی کس کو دینی ہے۔ ظاہر ہے، اس کے لیے جان ومال کی قربانی ان لوگوں کو دینی ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں۔ یہ ان کی وفاداری کا امتحان ہے۔ سورۃ الصّف کے دوسرے رکوع میں اہل ایمان کو اِسی بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱﴾

”مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دی۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔“

یہاں اہل ایمان سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تم عذاب الیم سے چھٹکارا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی یقینی راستہ ہے۔ وہ راستہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ یقین رکھو اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ جہاد کس لیے ہے؟ یہ جہاد غلبۂ دین کے نبوی مشن کی تکمیل یعنی رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کرنے کے لیے ہے۔ یہ جہاد رسول ﷺ کو دی گئی میزانِ عدل کو نصب کرنے کے لیے ہے۔ انسان کوتاہ نظر ہے۔ وہ بظاہر محسوس کرتا ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کروں گا تو مجھے نقصان ہوگا۔ یہاں اس اندیشہ کو رفع کرنے کے لیے فرمایا کہ اگر تم سمجھو تو راہِ حق میں جہاد ہی میں تمہارے لیے بہتری ہے، اِسی میں تمہارے لیے خیر ہے۔ اگر تمہاری بصیرت کی آنکھ کھل جائے اور تمہیں حقیقت نظر آنے لگے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل خیر ایمان وجہاد ہی میں ہے۔

اِس اصل خیر کا ظہور کیسے ہوگا، اس بارے میں آگے فرمایا:

﴿یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۱۲﴾

”وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ نقصان سے بچنا اور کامیابی کی طرف جانا چاہتا ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اُس کے لیے اصل خیر اور حقیقی کامیابی کیا ہے، بسا اوقات وہ اس کو نہیں پہچانتا۔ وہ اپنے تئیں جس چیز کو خیر اور بہتری سمجھتا ہے وہ اُس کے لیے خرابی کا سامان ہوتی ہے، اور جس شے کو نقصان یا ناکامی سمجھ رہا ہوتا ہے، وہی اُس کے لیے کامیابی ہوتی ہے۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ انسان کے لیے بھلائی اور اُس کی اصل کامیابی نارِ جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلہ ہے۔ ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ ؕ﴾ (آل عمران:185) یہ دنیا تو امتحان گاہ ہے۔ یہاں ہم امتحان میں بیٹھے ہیں۔ اس امتحان کا نتیجہ آخرت میں نکلنا ہے۔ اصل زندگی تو وہاں سے شروع ہوگی۔ دنیا میں ایک لاکھ سے زائد نبی اور سینکڑوں رسول آئے، وہ یہی بات سمجھاتے رہے مگر یہ بات انسان کی سمجھ میں نہ آئی۔ ایمان اور جہاد کے راستے پر چلنے سے ایک تو آخرت کی حقیقی کامیابی حاصل ہوگی، دوسرے اُسے دنیا میں بھی سربلندی حاصل ہوگی۔ یہی بات آگے فرمائی گئی ہے:

﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۳﴾

”اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب ہوگی اور مومنوں کو (اس کی) خوشخبری سنا دو۔“

آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا میں بھی اُس کی محنت کے کچھ مثبت نتائج سامنے آجائیں۔ اللہ کی طرف سے دنیا میں بھی مدد آئے اور ہمیں باطل پر غلبہ اور فتح حاصل ہو جائے۔ تو اس حوالے سے فرمایا کہ اے نبی اہل ایمان کو اس کی بھی بشارت دیجیے کہ اللہ اُن کی مدد فرمائے گا اور فتح حاصل ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کو یہ بشارت کب ملی؟ اُس وقت جبکہ وہ 13 سالہ مکی زندگی کے سخت ترین امتحانات اور مدنی زندگی کے پانچ سال کے معرکوں بدر، احد اور احزاب کی سختیوں سے گزر گئے اور انہوں نے ایمان اور استقامت کے یہ سخت ترین امتحانات پاس کر لیے۔ تب انہیں یہ بشارت دی گئی ہے کہ اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے اور فتح قریب ہے۔

آگے پھر ترغیب وتشویق کا ایک اور انداز آرہا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ﴾

”اے اہل ایمان اللہ کے مددگار بن جاؤ۔“

اللہ کی مدد سے کیا مراد ہے؟ اِس سے مراد اُس کے دین کے غلبہ کے لیے سعی وجہد ہے۔ اگر ہم اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کریں گے تو بیک وقت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے مددگار ہوں گے۔ اللہ کی مدد اِس لیے کہ یہ دین اللہ کا ہے، اور رسولؐ کی اِس لیے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کا مشن ہے۔ یہی بات سورۃ الحدید میں فرمائی گئی ہے۔ ﴿وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ ؕ﴾ (سورۃ الحدید:25) ”اور تا کہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو غیب میں رہتے ہوئے اللہ اور اُس کے

رسولوں کی مدد کرتا ہے۔'' اللہ تو قادر مطلق ہے۔ وہ کل اختیارات اور طاقت واقتدار کا مالک ہے۔ اُسے ہماری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے احیائے دین کی جدوجہد کو دراصل ہمارے امتحان کے لیے فریضہ ٹھہرایا ہے۔ اِس کے ذریعے وہ ہمارا امتحان لے رہا ہے کہ کون اُس کا کتنا وفادار ہے۔ غور کیجئے، اللہ کتنا قدردان ہے کہ اگر ہم اُس کے دین کے غلبہ کے لیے جان و مال سے جہاد اور باطل قوتوں سے پنجہ آزمائی کرتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے مددگار اور انصار کا مقام دے رہا ہے۔

﴿كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾

''جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا) کون ہیں جو اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پکار لگائی تھی کہ کون ہے جو اللہ کے راستے میں میرا مددگار رہے۔ اِس پکار کے جواب میں اِن کے حواریوں نے اپنے آپ کو دین کی نصرت کے لیے پیش کیا۔ یہ بارہ حواری تھے۔ انہی بارہ میں سے ایک یہودی اسکریوتی بھی تھا، جس نے بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے غداری کی، اور یہودی سازش کا حصہ بن کر آپؑ کے قتل کی سازش میں شریک ہوا۔ اگرچہ اللہ نے آپؑ کو قتل ہونے سے بچا لیا اور زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔

﴿فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ﴾

''تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل میں ہوئی تھی، مگر بنی اسرائیل میں سے چند لوگ ہی آپؑ پر ایمان لائے باقی سب نے اُنہیں اللہ کا رسول ماننے سے انکار کر دیا۔ قوم حد درجہ پستی میں جا چکی تھی۔ اُن کے پاس تورات موجود تھی، اگرچہ محرف ہی تھی۔ اُن کے ہاں مفتی، علماء اور دیندار طبقہ موجود تھا۔ ان کی عبادت گاہیں موجود تھیں۔ وہ اللہ کو اور آخرت کو ماننے کے دعویدار تھے، مگر اس سب کے باوجود انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو بڑے بڑے حسی معجزات لے کر آئے تھے ماننے سے انکار کر دیا۔ اُن کے علماء اس درجے پستی میں چلے گئے کہ سب نے متفقہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور مرتد قرار دیا، اور فلسطین میں رومی سلطنت کے وائسرائے کے پاس جا کر کہا کہ یہ شخص ہمارا سب سے بڑا مجرم ہے، اس کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔

﴿فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴾ (14)

''آخر الامر ہم نے ایمان لانے والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے۔''

اللہ کی یہ مدد فوراً نہیں آئی بلکہ یہ کچھ عرصے بعد آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت جب بتدریج آگے بڑھی اور حواریین نے اس راہ میں بڑی بڑی قربانیاں دیں، تو پھر کچھ عرصے کے بعد یہ ہوا کہ سلطنت رومہ نے بحیثیت مجموعی عیسائیت کو اپنے مذہب کے طور پر قبول کر لیا۔ جب عیسائیوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے یہودیوں کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا، وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ بہر حال وہی لوگ غالب آئے جو اللہ اور اس کے رسول کے سچے وفادار تھے۔ اس میں یہود کے لیے یہ پیغام ہے کہ دیکھو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، جن کی پیشین گوئیاں تمہاری تمام سابقہ کتابوں میں موجود ہیں۔ آپؐ دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اب تم چاہے ان کی لاکھ مخالفت کرو، بالآخر آپؐ کے ہاتھوں یہ دین غالب آ کر رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے، جن کی کوشش سے دینِ مسیح دو سو سال کے بعد غالب ہوا، مگر یہ دین اسلام تو حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور آپؐ کے ہاتھوں قائم وغالب ہوگا۔

آپؐ کے بعد اس دین حق کو کل روئے ارضی پر قائم کرنا، اس میزان عدل کو نصب کرنا، اس امت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جب تک کہ کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم وغالب نہ ہو جائے، یہ مشن نامکمل رہے گا۔ اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ: ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰي لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾ (الانفال: 39) ''اور اُن سے جنگ جاری رکھو، جب تک کہ فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے اور دین (اطاعت) کل کا کل اللہ کے لیے ہو جائے۔'' اللہ کے قانون سے متصادم ہر قانون اس زمین پر فتنہ اور ظلم اور استحصال کی ایک شکل ہے۔ یہ اللہ اور اس کے دین کے رستے کی رکاوٹ ہے جسے ختم کرنا لازم ہے، تا آنکہ دین کل کا کل اللہ کا ہو جائے۔ احادیث میں بڑی واضح پیشین گوئیاں فرمائی گئی ہیں کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم وغالب ہو کر رہے گا۔ لہٰذا دین کو بہر صورت غالب ہونا ہے، مگر دین یونہی غالب نہیں ہو جائے گا بلکہ اس کے لیے ہمیں جدوجہد کرنی ہے۔

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

ہمیں اس دین کو پہلے اپنے ملک میں غالب کرنا ہوگا، اِس کے بعد پوری دنیا میں اس کا علَم بلند کریں گے۔

غلبۂ دین کا طریقہ کار کیا ہے؟ اِس کے لیے رہنمائی ہمیں سیرت طیبہ سے ملتی ہے۔ عہد نبوی میں دین کیسے قائم ہوا؟ یہ دین جزیرہ نمائے عرب پر قائم ہوا ہے تو اس کے لیے حضور ﷺ نے پہلے دن ہی تلوار نہیں اُٹھائی۔ آپؐ کی حیات طیبہ کا 13 سال کی دور جماعت کی تیاری کا دور ہے۔ اِس دور میں دعوت کا نقشہ ہے اور کفار کی سختیوں کے جواب میں ہاتھ اُٹھانے کی بھی اجازت نہیں تھی، یہی تعلیم تھی کہ سختیاں برداشت کرو، مگر ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔ ہاں جب جمعیت فراہم ہو گئی، تو ہجرت مدینہ کے بعد باطل کے ساتھ باقاعدہ پنجہ آزمائی کی گئی، اُسے چیلنج کیا گیا۔ ہجرت کے فوراً بعد آنحضور ﷺ نے قریش کے قافلوں کے تعاقب میں آٹھ مہمات بھیجیں۔ گویا دعوت اب تصادم کے مرحلے میں داخل ہو گئی۔ مسلح تصادم اور قتال کے نتیجے میں آٹھ برس میں جزیرہ نمائے عرب پر اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ اور جب دین پورے جزیرہ نمائے عرب پر غالب ہو گیا تو اس کے بعد عرب سے باہر کی طرف رخ کیا گیا۔ ظاہر ہے، آپؐ کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ لہٰذا یہ مشن تب مکمل ہوگا جب کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم ہو جائے گا۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ سے نکلے اور غلبۂ دین کے لیے جہاد و قتال کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی مہم پر جاتے تو وہاں کے لوگوں کے سامنے تین مطالبات پیش کرتے۔ ایک یہ کہ اسلام قبول کر لو، ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر اسلامی اقتدار کی بالادستی قبول کر لو، اگر اِن دونوں میں سے کوئی بات بھی منظور نہیں تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ اسلام کے غلبہ کے لیے جہاد دراصل بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لانے کا مشن ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اس مشن اور معرکہ آرائی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہمیں ایک مشن پر بھیجا گیا ہے، تاکہ نوع انسانی کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے نور سے متعارف کرائیں، اور ملوکیت کے جابرانہ نظام سے نکال کر اسلام کے عدل کی چھتری کے نیچے لائیں۔

کفار کی طرف سے ہم مسلمانوں پر یہ الزام لگایا

جاتا ہے کہ اسلام کو جبراً پھیلایا گیا ہے۔ یعنی ؏ بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانے سے۔ اس الزام کا بڑا حصہ غلط ہے، اگرچہ اس میں جزوی صداقت بھی موجود ہے۔ یہ الزام غلط اس لیے ہے کہ کسی ایک شخص کو بھی جبراً مسلمان نہیں کیا گیا۔ کسی پر بھی دباؤ نہیں ڈالا گیا کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور اسلام لے آؤ۔ بلکہ یہ ہوا ہے کہ اسلام کی دعوتِ عام کی گئی ہے، اور جس نے چاہا اسلام قبول کر لیا۔ اسلام نے یہ اصول دیا ہے کہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرہ 256) ’’دین (کے معاملے) میں کوئی جبر نہیں ہے۔‘‘ البتہ یہ بات درست ہے کہ اسلام کے غلبہ کے لیے قوت استعمال کی گئی۔ چنانچہ صحابہ کرام ؓ نے نبی ﷺ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے جہاد وقتال کے معرکے سر کیے۔ صحابہ کرام ؓ جو بھی علاقے فتح کرتے، وہاں ملوکیت کا خاتمہ اور میزان عدل نصب کر دیتے تھے۔ اس سے لوگوں کو ان کے حقوق ملنے لگے، عدل وانصاف میسر آنے لگا، امن وامان ہو گیا۔ وہ لوگ ایک نئی دنیا سے روشناس ہونے لگے۔ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ انسان کی جان، مال اور عزت وآبرو کا اس قدر تحفظ ہوگا اور ریاست اس کی ذمہ دار ہوگی۔ چنانچہ اس نظام کی خوبیاں اور صحابہ ؓ کا روشن کردار دیکھ کر کروڑوں لوگ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان ہو گئے۔ بہرکیف نظامِ عدل تو تلوار کی طاقت سے قائم کیا گیا ہے مگر کسی ایک شخص کو بھی جبراً مسلمان نہیں کیا گیا۔ یہ ہے حقیقت۔ یہ کام صحابہ کرام ؓ نے عظیم مشن سمجھ کر انجام دیا تھا۔ یہ مشن اگر ان کی نگاہوں کے سامنے نہ ہوتا تو وہ جزیرہ نما عرب میں بیت اللہ کی نماز اور اس کے فضائل و مناقب میں اپنے آپ کو منہمک کر لیتے، اور مکہ اور مدینہ سے کبھی باہر نہ نکلتے۔ غلبۂ دین کے آخری مرحلہ میں طاقت کا ٹکراؤ یقینی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرحلے میں نبی رحمت ﷺ کے دستِ مبارک میں بھی تلوار آئی، اور آپ کو بھی اپنا مقدس خون دینا پڑا۔ یہ ہے سیرتِ مطہرہ کے تعلق سے اہل ایمان کے لیے قرآن کا پیغام جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ افسوس کہ ہم اس پیغام اور مشن کو بھولے بیٹھے ہیں۔ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہمارا کوئی مشن اور کوئی ذمہ داری بھی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشن کا شعور اور اس حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

فکر سود و زیاں

شرمین، ہم شرمندہ ہیں!

توصیف احمد

ایک خبر کے مطابق برطانیہ میں مقیم پاکستانی نژاد ایک خاتون نے اپنی فلم کے ذریعے فلمی دنیا کا بڑا ایوارڈ ’’آسکر‘‘ حاصل کیا، جس پر پھولے نہ سماتے ہوئے نام نہاد روشن خیال طبقے اور ہمارے میڈیا نے زبردست الفاظ میں خاتون کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے فرمایا کہ خاتون نے عالمی سطح پر ملک وملت کا نام ’’روشن‘‘ اور قوم کا سر ’’فخر‘‘ سے بلند کیا، اس لیے اسے سب سے بڑے سول ایوارڈ سے نوازا جائے گا۔ ایم کیو ایم بھلا اس ’’سعادت‘‘ سے کیوں محروم رہے۔ اس نے بھی خاتون کو گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس فلم کی خاصیت کیا تھی کہ انکل سام کے دیس میں اس کو پذیرائی ملی اور یہ فلم ’’آسکر‘‘ ایوارڈ کے لیے منتخب ہوئی۔ اس بات میں دوسری رائے نہیں کہ مغربی دنیا کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی، جس میں شعائر اسلام کی توہین ہوتی ہو۔ آئے روز قوانینِ اسلام کے بارے میں کھلم کھلا تنقید کی جاتی ہے اور خواتین کے حقوق کے بارے میں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ پاکستان میں مقیم عورتوں پر نہ جانے کیا کیا ظلم وتشدد کیا جاتا ہے۔ خواتین کے حقوق کے لیے نام نہاد این جی اوز متحرک رہتی ہیں اور گاہے بگاہے اس نوعیت کی آوازیں پردۂ سماعت سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ ایسے میں ایک پاکستانی خاتون کو (جو برطانیہ میں مقیم ہے) خواتین کے حقوق یاد آتے ہیں۔ وہ عورتوں پر ہونے والے تشدد اور تیزاب پھینکنے کے واقعات کو اُجاگر کر کے ایک مختصر دورانیے کی فلم تیار کرتی ہے، جس پر (اندھا کیا چاہے، دو آنکھیں) مغربی آقاؤں کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور وہ اس خاتون کو ’’آسکر‘‘ ایوارڈ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، تاکہ دوسری خواتین بھی اس کے نقشِ قدم پہ چل کر اس طرح کے ’’کارنامے‘‘ سر انجام دیں۔ یوں یہ سلسلہ جاری وساری رہے۔

’’شرمین عبید چنائے‘‘ نے شرم وحیا کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے نیم برہنہ جسم کے ساتھ ’’آسکر‘‘ ایوارڈ حاصل کیا، جس پر ساری دنیا کو یہ پیغام دیا گیا کہ پاکستان ایک روشن خیال ملک ہے، جس کی جیتی جاگتی تصویر محترمہ کا یہ کارنامہ ہے۔ اس عظیم ’’کارنامے‘‘ پر ’’آسکر‘‘ نامی ایوارڈ کے لیے شرمین چنائے کا چناؤ تو ہونا ہی تھا، اس کے ساتھ وزیر اعظم پاکستان نے اسے سول ایوارڈ دینے کا اعلان بھی کیا۔ قوم حیران ہے کہ خدایا! کون سا معرکہ سر کر لیا گیا کہ قومی ایوارڈ سے نوازا جا رہا ہے۔ جواب ملتا ہے کہ فلمی دنیا کے بڑے ایوارڈ ’’آسکر‘‘ کی 84 سالہ تاریخ میں پہلی بار پاکستانی خاتون کا انتخاب...... اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں اور پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ اس طرح کے واقعات سے پاکستانی قوم کا سر پہلے سے ’’فخر‘‘ سے بلند ہے۔ سابق ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں بھی ایک ’’روشن‘‘ خیال خاتون نیلوفر نے ہوا سے ایک اجنبی مرد کے ساتھ چھلانگ لگائی اور پھر بغل گیر ہو کر قوم کا سر ’’فخر‘‘ سے بلند کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ مجھے اپنے کیے پر کوئی ندامت نہیں۔ فلمی ستاروں میں وینا ملک بھی کچھ عرصہ پہلے ایک انڈین رسالے میں اپنی برہنہ تصویر چھپوا کر قوم کا سر ’’فخر‘‘ سے بلند کر چکی ہے۔ عوام وزیر اعظم گیلانی سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ؎

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

محترم گیلانی صاحب! عدل و انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے نیلوفر، وینا ملک اور جو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پاکستان اور قوم کا سر ’’فخر‘‘ سے بلند کرے آپ اسے قومی ایوارڈ سے نوازیں، یہی ’’قرین انصاف‘‘ اور آپ کے منصب عالی کے ’’مناسب‘‘ بھی ہے مگر پاکستان کے نام اسلامی جمہوریہ پاکستان سے ’’اسلامی‘‘ کے سابقے کو ختم کر دیں، تاکہ یوں روز بروز اسلام کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش نہ ہو، پھر جمہوریت کے جمہورے جو چاہیں کریں۔

کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں؟ اسلام تو فحاشی اور عریانی کا کلچر ختم کرتا ہے۔ اسلام مسلمانوں میں بے حیائی اور فحاشی کی باتیں پھیلانے والوں کو سخت عذاب کی وعید

سناتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(ترجمہ) ”جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فحاشی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“ (النور:19)

کیا ہمارا الیکٹرانک میڈیا اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو چکا ہے؟ کیا قرآن کریم میں قوم لوط کی بے حیائی اور اس کا انجام ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ پکڑ کی رسی ڈھیلی چھوڑتے ہیں، لیکن پھر اس کو کھینچ بھی لیتے ہیں۔ کیا قومی ایوارڈ اتنا ارزاں ہے کہ فحاشی، عریانی اور مغرب کے سامنے پاکستان اور اسلام کی غلط تصویر پیش کرنے پر نواز دیا جائے۔۔۔؟

نہایت ادب کے ساتھ گیلانی صاحب! قوم کا فخر اور اس کی عزت ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے، جو کافی عرصے سے پس زنداں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہے اور کسی محمد بن قاسم کی منتظر ہے، جس کو اغیار کے چنگل سے بازیاب کرا کے قوم کا سر حقیقی معنوں میں فخر سے بلند کیا جا سکتا ہے۔ قوم کا فخر تو وہ حافظہ آمنہ بچی ہے، جس کو گزشتہ دنوں ہائیکورٹ کے فیصلے کے مطابق فرانس میں مقیم غیر مسلم والدہ کے حوالے کیا گیا، جس پر وہ بچی باپ کے فراق میں دھاڑیں مار مار کر روتی رہی، لیکن اس پر کسی این جی او کو لب کشائی کی توفیق نہیں ہوئی، کیونکہ یہ اسلام کا معاملہ تھا جو کفر کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ قوم کا فخر تو ارفع تھی جس نے چار دانگ عالم میں پاکستانی ذہانت کے علم بلند کیے اور حقیقی معنوں میں قوم کا سر فخر سے بلند کیا۔ پاکستانی قوم کے لیے باعث افتخار تو نضا فضل عظیم ہے جس نے رابطہ عالم اسلامی کے تحت تینتیس ممالک کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کر کے پاکستان اور پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند کیا، لیکن اس کے لیے کسی ایوارڈ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ بقول سہیل وڑائچ ”کیا یہ کھلا تضاد نہیں“۔۔۔؟ اگر ایوارڈ دینا ہی تھا تو چند ماہ قبل پاکستان آرمی کے افسر اور دو جوانوں کو دیا جاتا جنھوں نے نشانہ بازی کا عالمی مقابلہ جیت کر ملک اور فوج کا سر فخر سے بلند کیا۔ مگر ان کا تو کہیں نام تک نہیں لیا گیا، انہیں کسی ایوارڈ سے نہیں نوازا گیا۔ ہمارے خزانے کی تجوریاں کرکٹ کے میدان میں نام پیدا کرنے والوں، فلمی ستاروں اور شرمین عبید چنائے جیسوں کے لیے تو کھلتی ہیں، لیکن اسلام اور پاکستان سے حقیقی معنوں میں محبت کرنے والوں کے لیے ایوارڈ تو دور کی بات ہے، ہمارے پاس تہنیتی الفاظ بھی نہیں ہوتے۔ بہر حال نیم برہنہ حالت میں ایوارڈ حاصل کرنے والی ”شرمین“ نے پوری قوم کا سر شرم سے جھکا دیا، جس پر ہم شرمندہ ہیں۔

فکر آخرت

سفید اور سیاہ چہرے

حافظ محمد مشتاق ربانی

دنیا میں مرد ہو یا عورت ہر کوئی اپنے چہرے کی حفاظت کرتا ہے، کیونکہ چہرہ انسان کی اصل پہچان ہے۔ دو آدمی جب ملتے ہیں تو سب سے پہلے ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا چہرہ صاف و شفاف ہو، اس پر کوئی داغ دھبہ اور کیل و مہاسے نہ ہوں۔ اس کے لیے لوگ مختلف لوشن اور کریمیں استعمال کرتے ہیں، طرح طرح کے ٹوٹکے آزماتے ہیں، میک اپ کرتے ہیں، بیوٹی پارلر میں جاتے ہیں، کاسمیٹکس کے متعلق ہر چیز پرکھتے ہیں۔ چہرے کے حوالے سے کوئی مسئلہ ہو تو فوراً اسکن سپیشلسٹ سے رابطہ کرتے ہیں اور مشورے کے عوض بھاری فیس ادا کرتے ہیں۔ چہرہ خراب ہونے، تیزاب پھینکے جانے اور جھلس جانے کی صورت میں پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں۔ الغرض چہرے کے بچاؤ اور حفاظت کے لیے ہم بے شمار چیزوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ چہرے کی دیکھ بھال اور خوبصورتی کے لیے جو جتن ہم آج کرتے ہیں، قیامت کے دن ہم ایسا نہیں کر پائیں گے۔ قیامت کے دن چہرے کی کیفیت اعمال پر منحصر ہوگی۔

کچھ چہرے اس دن ذلت و رسوائی کی وجہ سے لٹکے ہوئے ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲﴾ (الغاشیۃ) ”کچھ چہرے اس دن جھکے ہوئے ہوں گے۔“ انسان کو اگر کوئی پریشانی ہو تو وہ چہرے سے ٹپک پڑتی ہے۔ لہٰذا اُس دن مجرموں کے چہروں سے اُن کی رسوائی ظاہر ہوگی۔ وہ تھکے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳﴾ (الغاشیۃ) ”عمل کرنے والے، محنت کرنے والے“۔ ان لٹکے ہوئے چہروں سے ایسا دکھائی دے گا جیسے بڑی ہی مشقت والے کام کر کے آئے ہیں، جن سے انسان کو تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کی رہنمائی کے مطابق یہ ایسے لوگ ہوں گے جو عمل تو کرتے رہے ہوں گے لیکن ان کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا۔ دنیا میں اپنے تئیں سمجھتے رہے ہوں گے کہ وہ بڑے اعلیٰ درجے کے اعمال سرانجام دے رہے ہیں، لیکن حقیقت میں ان کے اعمال کا نتیجہ صفر ہوگا۔ ایسے بدبخت جہنم میں جائیں گے، ﴿تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴﴾ (الغاشیۃ) ”دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔“

ان کے برعکس کچھ چہرے اس دن حسین ہوں گے۔ ان پر رونق ہوگی ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸﴾ (الغاشیۃ) ”اور بہت سے چہرے (والے) اس روز شادماں ہوں گے۔“ ان چہروں سے اللہ کی نعمتیں نظر آئیں گی، جو انھیں ملیں گی۔ یہ ان کی سعی کا بدلہ ہوگا، اور یہ سب کچھ اللہ کے فضل سے ہوگا ﴿لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹﴾ (الغاشیۃ) ”اپنے اعمال (کی جزا) سے خوش دل ہوں گے، کیونکہ انھیں کرامت وعزت مل رہی ہے، انھیں اچھا بدلہ مل رہا ہے۔ اس لیے یہ مسرور ہوں گے۔

بہت سے چہرے اس دن نہایت ملائم و تازہ ہوں گے۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲﴾ (القیامۃ) ”اس روز بہت سے چہرے رونق دار ہوں گے۔“ چہروں پر یہ رونق اللہ کے انعامات ملنے کی وجہ سے آئے گی۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝۲۴﴾ (المطففین) ”تم ان کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے۔“ جیسے دنیا میں مالدار اور اغنیاء کے چہروں سے دولت کی فراوانی محسوس ہو جاتی ہے، آخرت میں اہل ایمان کے چہرے تر و تازہ دکھائی دیں گے۔ ایسے چہرے اپنے رب کا نظارہ کریں گے۔ ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳﴾ (القیامۃ) ”اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔“ یہ دیدار کوئی خیالی نہیں ہوگا بلکہ حقیقی دیدار نصیب ہوگا۔ صحیح بخاری میں ہے: ((إنکم سترون ربکم عیانا)) ”بے شک تم اپنے رب کو عنقریب واضح طور پر دیکھ سکو گے۔“ اللہ تعالیٰ

کی رؤیت کا اہل ایمان کو نصیب ہونا کئی احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ ’’نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چودھویں رات کے چاند (بدر) کو دیکھا تو آپؐ فرمانے لگے کہ تم آخرت میں اپنے رب کریم کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔‘‘ گویا اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لیے کشف حجاب کرے گا۔ کفار سے اللہ تعالیٰ محجوب ہوگا۔‘‘ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥﴾ (المطففین) ’’بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار کے (دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور اس دنیا میں ہم نہیں کر سکتے۔ اس کا ادراک یہاں ناممکن ہے۔ جہاں تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تعلق ہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اس تجربے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام گزر چکے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزو کا اظہار کیا کہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ (الاعراف:143) ’’تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو۔‘‘ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو تم سامنے والے پہاڑ پر دیکھو۔ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے تو پھر اگلی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا ﴿وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ (الاعراف: 143) ’’اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔‘‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کی تجلی کو برداشت نہ کر سکے، اللہ کو کیسے دیکھ سکتے تھے۔ آخرت میں اہل ایمان میں وہ صلاحیت پیدا کر دی جائے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں گے۔ خوارج، معتزلہ اور بعض فلاسفہ آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ وہ دیکھنے کے لیے بعض شرائط عائد کرتے ہیں جو آخرت میں پوری نہیں ہو سکیں گی۔ اس لیے ان کے نزدیک رؤیت بھی نہیں ہوگی، لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ کی یہ زیارت تمام شرائط سے بے نیاز ہوگی۔

بعض چہرے اس روز بگڑے ہوئے ہوں گے ﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ ۢ بَاسِرَةٌ ۝٢٤﴾ (القیامۃ) ’’اور کئی چہرے اس دن اداس ہوں گے۔‘‘ تیوری چڑھائے ہوں گے۔ انھیں اپنے برے اعمال کی سزا نظر آ رہی ہوگی۔ ﴿تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝٢٥﴾ (القیامۃ) ’’خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے۔‘‘ یہ ایسی مصیبت ہوگی جو ان کی کمر توڑ دے گی۔ ان کے لیے باعث ہلاکت واقع ہوگی۔ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والے ہیں۔ اہل ایمان کے چہروں کے بارے میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ چمکتے ہوں گے۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝٣٨﴾ (عبس) ’’اور کتنے چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔ چہروں پر یہ چمک قیام اللیل اور وضو سے آئے گی۔ اسی طرح اللہ کے راستے میں انسان پر جو گرد و غبار پڑے وہ آخرت میں چہرے کی چمک کا باعث ہوگی۔ ایسے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے ﴿ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝٣٩﴾ (عبس) ’’یہ چہرے خنداں و شاداں ہوں گے۔‘‘ خوش و خرم ہوں گے۔ ان چہروں سے کوئی پریشانی نہیں جھلکے گی بلکہ یہ مسکراتے ہوں گے۔ ان کے مقابل کچھ چہروں پر غبار نظر آئے گا۔ ﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝٤٠﴾ (عبس) ’’اور کتنے چہرے ہوں گے جن پر گرد پڑی ہوگی۔‘‘ گرد و غبار کی تہیں نظر آئیں گی۔ ایسے چہروں کے بارے میں مزید فرمایا: ﴿تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝٤١﴾ (عبس) ’’ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔‘‘ یہ سیاہی مایوسی کی ہے کیونکہ شدید یاس کی صورت میں چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تشبیہ کے مطابق یہ سیاہی اس قدر زیادہ ہوگی کہ گویا شب تاریک کے ٹکڑوں نے ان کے چہروں کو چھپا لیا ہو۔ ارشاد ہے: ﴿كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ﴾ (یونس:27) ’’گویا ان کے چہرے شب دیجور کے ٹکڑوں سے ڈھانک لیے گئے ہیں۔‘‘ یہ ان لوگوں کے چہروں کی بابت بتایا گیا ہے جو انکار اور نافرمانی کی روش پر زندگی گزارتے رہے ﴿اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝٤٢﴾ (عبس) ’’یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔‘‘ گویا کفران کے دلوں نے کیا اور فجور ان کے اعمال سے ظاہر ہوا۔ جو اہل ایمان ہوں گے ان کے چہروں پر نہ کوئی سیاہی نظر آئے گی اور نہ ہی کوئی رسوائی کا نام و نشان ہوگا۔ ﴿وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ﴾ (یونس:26) ’’اہل جنت کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائی ہوگی اور نہ ذلت ہوگی۔‘‘

مؤمنین کے چہرے سفید ہوں گے۔ یہ سفیدی اور شفافیت اس لیے ہوگی کہ انھوں نے نہایت صاف و شفاف زندگی بسر کی تھی۔ ﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران:106) ’’جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ۔‘‘ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ انھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔ ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (آل عمران:106) ’’پس جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔‘‘ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد منافقین ہیں۔ ﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝١٠٦﴾ (آل عمران) ’’سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب چکھو۔‘‘ اس بات میں ہر طرح کے کافر آ گئے ہیں۔ دوسری طرف جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ سکون میں ہوں گے۔ انھیں اللہ کی رحمت نصیب ہوگی۔ ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١٠٧﴾ (آل عمران) ’’اور جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے اور وہ ہمیشہ اِس حالت میں رہیں گے۔‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق یہاں ’’رحمت سے مراد جنت ہے۔‘‘ اس جنت میں اہل ایمان کا قیام عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ ان سے یہ نعمت کبھی سلب نہ ہوگی۔

آخرت میں چہروں کی رنگت اعمال سے بنے گی۔ اگر ہم بُرے اعمال انجام دیں گے، تو ہمارے کرتوتوں کے سبب چہرے خاشعة، باسرة، مسودة، غبار آلود اور سیاہی چھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر ہم نیک اعمال انجام دیں گے تو ہمارے چہرے ناعمة، ناضرة، مسفرة، ضاحکة، مستبشرة اور سفید ہوں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم چہروں کی حفاظت کریں۔ انھیں جہنم کی آگ سے بچائیں۔ چہرے کے کئی جوارح ہیں، جن کی ہم حفاظت کر کے چہروں کو بچا سکتے ہیں۔ اس میں نہایت اہم زبان کا استعمال ہے۔ ہمیں چاہیے کہ زبان کا درست استعمال کریں۔ کسی کو گالی نہ دیں۔ فحش گفتگو سے پرہیز کریں۔ پھر اس میں آنکھیں ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے۔ پھر اس میں کان ہیں۔ کانوں سے غیر شرعی بات نہ سنیں۔ بیہودہ گانے سننے سے اجتناب کریں۔ حق کی پکار سنیں۔ اس چہرے کے پیچھے عقل ہے۔ اسی عقل کو استعمال کرتے ہوئے سمجھیں کہ ہماری نجات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی میں ہے۔ اپنے چہروں کو نمائش کے طور پر پیش نہ کریں۔ اسی طرح مردوں کے چہرے نبی کریم ﷺ کی سنت سے سجے ہونے چاہئیں۔ انہی اعمال کو کرنے سے ہم آخرت میں اپنے چہروں کو قابل دید بنا سکیں گے۔

امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کی خفیہ ایجنسیوں نے بلوچستان میں شورش برپا کر رکھی ہے — اوریا مقبول جان

بلوچستان کا بحران اتنا سنگین نہیں جتنا میڈیا بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے — سید مواحد حسین شاہ

امریکہ بلوچستان میں موجود اور دہشت گرد کارروائیوں میں پوری طرح ملوث ہے — پروفیسر غالب عطاء

امریکی کانگریس میں بلوچستان کے حوالے سے بے بنیاد قرارداد پیش کی گئی — رضوان الرحمان رضی

ہمارے حکمرانوں نے بلوچستان کو کبھی پاکستان کا مسئلہ نہیں سمجھا، جس دن یہ سوچ بدل گئی مسائل حل ہو جائیں گے — حافظ حسین احمد

بلوچستان کے حالات کی خرابی حکمرانوں کے قومی جرائم کا شاخسانہ ہے جو مسائل حل کرنے میں سنجیدہ نظر نہیں آتے — حافظ عاکف سعید

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم لاہور میں

بلوچستان: مسئلہ کی نوعیت اور حل

کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رپورٹ

رپورٹ: وسیم احمد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام 4 مارچ 2012 کو قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں ''بلوچستان: مسئلہ کی نوعیت اور حل'' کے موضوع پر ایک فکر انگیز سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے فرمائی۔ دیگر مقررین میں جناب اوریا مقبول جان، جناب حافظ حسین احمد، سید مواحد حسین شاہ، پروفیسر غالب عطاء اور جناب رضوان الرحمان رضی شامل تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی۔

اوریا مقبول جان (کالم نگار)

معروف دانشور و کالم نگار جناب اوریا مقبول جان نے بذریعہ ویڈیو لنک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے صوبہ بلوچستان کے پاکستان سے الحاق پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ بھارت اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں نے بلوچستان میں شورش برپا کر رکھی ہے۔ ہم نے گزشتہ 65 سالوں سے بلوچوں کو ان کے حق حکمرانی سے محروم رکھا ہے۔ ہم نے اُن کے مسائل کے حل سے چشم پوشی اختیار کی اور فوجی آپریشنوں کے ذریعے اپنے ہی عوام کا بے دریغ قتل عام کیا، جس کی وجہ سے بلوچ عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ عوامی دور حکومت میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بلوچ قومیت کو کچلا گیا۔ انھوں نے کہا کہ بلوچستان کی موجودہ لیڈر شپ انتہائی کرپٹ ہے۔ فوجی آپریشن فوری طور پر بند کر کے حقیقی بلوچ رہنماؤں کو انتظامیہ میں شامل کیا جائے۔ اس وقت ہمارے باشعور اور پڑھے لکھے افراد سے زیادہ بلوچ عوام یہ جان چکے ہیں کہ وہ پاکستان کے بغیر بھیڑ بکریوں کی مانند ہوں گے۔

سید مواحد حسین شاہ

بیرسٹر سید مواحد حسین شاہ نے کہا کہ بلوچستان کا بحران اتنا سنگین نہیں جتنا میڈیا بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے۔ بلوچستان پر قرارداد پیش کرنے والوں کو فلسطینی عوام کے حقوق کیوں یاد نہیں آتے؟ انھوں نے کہا کہ اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں مسلمانوں کی نمائندگی نہ ہونا امتِ مسلمہ کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ امریکہ گلوبل پاور نہیں رہا۔ اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہے اور بلوچستان کے مسائل حوصلے اور نیک نیتی سے حل کیے جا سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں الیکشن نہیں، آکشن ہوتے ہیں۔ %1 طبقہ %99 عوام کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ ہمیں پاکستانیت کی مخالفت کرنے والوں کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ میں بہت عرصہ سے بیرون ملک مقیم ہوں، لیکن میں نے کبھی کسی امریکی یا برطانوی کو اپنے ملک کے خلاف بات کرتے نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے۔ ہم نے پاکستان توڑنے والوں کا شفاف احتساب نہیں کیا۔ اس ضمن میں غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائیں تو حقائق واضح ہو جائیں گے۔

پروفیسر غالب عطاء (یونیورسٹی آف دی پنجاب)

پروفیسر غالب عطاء نے کہا کہ امریکہ بلوچستان میں دہشت گردانہ کارروائیوں میں پوری طرح ملوث ہے۔ نام نہاد کوئٹہ شوریٰ پر ڈرون حملوں کی اجازت نہ ملنے اور شمسی ائیر بیس خالی کروانے پر پاکستانی حکام کو دباؤ میں لانے کے لیے امریکی کانگریس میں بلوچستان کے حوالے سے حالیہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ بلوچستان میں قیام امن کے لیے CIA اور ہیومن رائٹس واچ نامی NGO کے دفاتر کو فوری طور پر بند کرنا ہوگا۔ بلوچستان پاکستان کا انتہائی اہم اور معدنی وسائل سے بھرپور صوبہ ہے۔ اس کے معدنی وسائل کی آمدن سے پاکستان کے آئندہ 40 سال کے بجٹ کے لیے رقم حاصل کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ آزادی اظہار کا مغربی فلسفہ بہت بڑا فراڈ ہے۔ اہل مغرب کے ہاں

انسانی حقوق کی باتیں مذہبی آزادی نہیں بلکہ مذہب سے آزادی کے لیے ہیں۔

رضوان رضی (صحافی)

معروف صحافی جناب رضوان الرحمان رضی نے کہا کہ امریکی کانگریس میں بلوچستان کے حوالے سے بے بنیاد قرارداد پیش کی گئی، جس پر ہمارے نام نہاد ''آزاد میڈیا'' نے امریکی مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ میرے خیال میں بلوچستان کے حالات میں گزشتہ سات سالوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ محض بیرونی ممالک سے فنڈز لینے والے میڈیا کی کارستانیاں ہیں۔ کفر کی جان کیپٹل ازم کے اندر ہے۔ دنیا کہ 70% معدنی وسائل امت مسلمہ کے پاس ہیں، لیکن امریکی تسلط کے باعث ہم ان وسائل کا 30% بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ انھوں نے بڑے وثوق سے کہا ہمارے بعض ٹی وی چینلز کو بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے امریکہ کے بے نام اکاؤنٹ سے ہر مہینے کی 26 تاریخ کو خطیر رقم منتقل کی جاتی ہے۔

حافظ حسین احمد (نائب امیر جمعیت علماء اسلام)

سیمینار کے مہمانِ خصوصی جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر حافظ حسین احمد تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمارے حکمرانوں نے بلوچستان کو کبھی پاکستان کا مسئلہ نہیں سمجھا۔ جس دن یہ سوچ بدل گئی، بلوچستان کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ بلوچستان کی عمر پاکستان سے زیادہ ہے، اُس کا پاکستان سے تعلق 18 مارچ 1948ء سے ہے۔ انھوں نے کہا کہ بلوچستان میں امن قائم کرنے کا مینڈیٹ خفیہ ایجنسیوں کے پاس ہے جو بے حس ہو چکی ہیں اور بلوچ رہنماؤں سے مذاکرات کے لیے تیار نہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے بیرونی سازش کے تحت معاملات کو الجھایا جا رہا ہے اور یہاں آغا خانی سٹیٹ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ بلوچوں کو بیرونی ایجنٹ کہنے والے بتائیں کہ ریمنڈ ڈیوس کہاں سے گرفتار ہوا تھا۔ ہمارے حکمران امریکی غلامی سے کسی صورت نجات حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ بلوچ سردار مذاکرات کے لیے تیار نہیں کیونکہ وہ موجودہ حکمرانوں کو قابل بھروسا نہیں سمجھتے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کے تمام صوبوں کو جوڑنے والا رشتہ اسلام ہے۔ ہم نے 23 سال مشرقی پاکستان کا استحصال کیا۔ دنیا بھر میں اقلیتیں علیحدگی اختیار کرتی ہیں، یہاں اکثریت نے علیحدگی اختیار کی۔ ہم نے جمہوریت کو اسلام پر ترجیح دی، نتیجتاً معدنی وسائل نہ ہونے کے باوجود مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ امریکہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، لیکن امریکہ کو ہدفِ تنقید بنانے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم نے اپنے بلوچ بھائیوں کے لیے گزشتہ 65 سالوں میں کیا کیا ہے۔ بلوچستان کے 27 اضلاع میں گیس کی لوڈشیڈنگ نہیں ہوتی، کیونکہ وہاں کے عوام کو گیس کی سہولت سرے سے دستیاب ہی نہیں۔ اس سے بڑی زیادتی کیا ہو گی۔ امریکی کانگریس میں قرارداد پہلے آ جاتی تو بلوچستان کا معاملہ بہت پہلے زیر بحث آ جاتا۔ انھوں نے کہا کہ چیف جسٹس کو ایک آرمی چیف نے بے حال کیا دوسرے نے بحال کر دیا۔ اس وقت چیف بحال ہے اور جسٹس بے حال۔ اس لیے کہ ان کی بحالی لک مکا کے ذریعے ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ بلوچستان کے مسئلے کو پاکستان کی بقا کا مسئلہ سمجھا جائے اور فوری طور پر وہاں سیز فائر کیا جائے۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

حافظ حسین احمد کے تفصیلی خطاب کے بعد جب سٹیج سیکرٹری نے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کو صدارتی خطاب کی دعوت دی تو نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ چنانچہ حافظ عاکف سعید صاحب نے حاضرین سے بلوچستان کے حوالے سے اپنا خصوصی مقالہ آئندہ خطابِ جمعہ میں گوش گزار کرنے کا وعدہ فرمایا۔ انہوں نے سیمینار کے انعقاد پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر فرداً فرداً تمام مہمان مقررین خصوصاً حافظ حسین احمد کا خصوصی شکریہ ادا کیا، جو اس سیمینار میں شرکت کے لیے بطورِ خاص کوئٹہ سے لاہور تشریف لائے۔ حافظ عاکف سعید نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ بلوچستان کے حالات کی خرابی ہمارے حکمرانوں کے قومی جرائم کا شاخسانہ ہے، جو مسائل حل کرنے میں سنجیدہ نظر نہیں آتے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے حوالے سے امریکہ کے گھناؤنے عزائم واضح ہو چکے ہیں۔ وہ افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہو کر خطے میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے بلوچستان کا رخ اختیار کر رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بھارت کشمیر میں اور اسرائیل فلسطین میں بلوچستان کی نسبت ہزار گنا زیادہ ظلم وستم ڈھا رہے ہیں لیکن امریکہ میں اس کا کبھی تذکرہ نہیں ہوتا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل ملک میں مکمل نفاذِ اسلام ہے۔

پروگرام کے اختتام پر رفقاء واحباب نے نمازِ ظہر قریبی مسجد میں ادا کی۔ شعبہ سمع وبصر نے اس پروگرام کی ویڈیو ریکارڈنگ کی ذمہ داری ادا کی۔ اس پروگرام کی DVD ان شاء اللہ جلد مکتبہ خدام القرآن پر دستیاب ہوگی۔ اگلے روز اخبارات میں اس سیمینار کی خبر کو نمایاں انداز میں شائع کیا گیا۔

☆☆☆

ڈرائیور کی ضرورت ہے!

ایک رفیق تنظیم کو اپنی ٹرانسفارمر فیکٹری (شاہدرہ، لاہور) کے لیے ایک دیانتدار، محنتی اور لائسنس یافتہ ڈرائیور کی ضرورت ہے، معقول تنخواہ، رہائش اور اوورٹائم دیا جائے گا۔

برائے رابطہ: 0333-4482381

راہِ حق کے مسافروں کے لیے

ایک پیغام

بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھاتے ہوئے چلو
ایقان کے چراغ جلاتے ہوئے چلو
جاگے ہوؤں کو گرمیٔ رفتار بخش دو!
سوتے مسافروں کو جگاتے ہوئے چلو
دل میں خدا کا خوف نہیں ہے تو کچھ نہیں
یہ بات ہر کسی کو بتاتے ہوئے چلو!

مرسلہ: قاضی عبدالقادر، کراچی

"ناموسِ رسالت، حرمتِ قرآن اور اعدائے اسلام کی اسلام دشمنی"

کے موضوع پر ایک فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا

میزبان: وسیم احمد

سوال: یورپ اور امریکہ میں کچھ عرصہ سے قرآن جلانے اور صاحبِ قرآن حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے کے واقعات پے در پے رونما ہو رہے ہیں۔ کیا یہ اسلاموفوبیا ہے یا ان واقعات کے پس پردہ کچھ اور مقاصد ہیں؟

حافظ عاکف سعید: یہ بہت اہم سوال ہے۔ بار بار اس طرح کے واقعات کا رونما ہونا ناقابل فہم ہے، لیکن میرے خیال میں اس کا اصل سبب اسلام دشمنی ہے۔ یہود و نصاریٰ سابقہ امتِ مسلمہ تھے۔ لیکن مسلم دشمنی میں اس وقت یہود سب سے آگے ہیں۔ یہ بات بھی قرآن حکیم نے ہمیں بتائی ہے۔ (ترجمہ) ''(اے پیغمبرؐ!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہود اور مشرک ہیں۔'' (المائدۃ:82) یہود کا ایسا رویہ حقیقت میں اسی حق و باطل کی کشمکش کا حصہ ہے، جو شروع سے چلی آ رہی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

المیہ یہ ہے کہ ابلیس کا ایجنڈا یہود نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ یہود حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹوں سے چلنے والی نسل ہیں۔ بنی اسرائیل سابقہ امت مسلمہ اور نسل در نسل انبیاء کی اولاد تھے۔ دو ہزار برس تک انھیں دنیا میں وہ مقام حاصل رہا ہے جو گزشتہ چودہ سو برس سے موجودہ امت مسلمہ کو حاصل ہے۔ ان کے ہاں بے شمار نبی اور رسول آئے، لیکن انھوں نے پھر بھی اللہ کے دین سے بے وفائی اور اللہ کے احسانات کی ناقدری کی اور کہا کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں۔ جنت ہمارا پیدائشی حق ہے اور جہنم اوروں کے لیے ہے۔ یہ ساری چیزیں جب ان کے اندر آ گئیں تو انھوں نے دین سے دوری اختیار کی اور انبیاءؑ کو قتل کرتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جو انہی کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے، انھیں بھی اپنا بس چلتے سولی پر چڑھوا دیا۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے انہیں بچا لیا۔ میرے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھانے کا یہ واقعہ تاریخ یہود کا بدترین واقعہ ہے۔ اسلام کی آمد کے بعد ابلیس کا پرچم انھوں نے اُٹھا لیا۔ اسلام دشمنی ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے چہیتے اور لاڈلے ہیں اور بنو اسمٰعیل اُمی، جاہل اور ان پڑھ ہیں (معاذ اللہ)۔ انھیں اللہ نے یہ فضیلت کیوں عطا کر دی۔ چونکہ آسمانی کتابوں میں آخری نبیؐ کا تذکرہ بڑے اہتمام سے آیا ہے اور ان میں آپؐ کی فضیلت کے حوالے سے بھی باتیں ملتی ہیں تو وہ سمجھ رہے تھے کہ آخری نبیؐ ہماری ہی نسل میں سے ہوں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ چنانچہ جب بعثت محمدیؐ ہوئی تو یہود کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ قرآن نے خود کہا: ﴿حَسَدًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ یعنی یہ جو مخالفت ہے، یہ حسد کی وجہ سے ہے۔ اس وقت کرسچین یہود کے تابع ہیں، جبکہ اسلام دشمنی میں قائدانہ رول یہود کا ہے۔ قرآن کی بے حرمتی کا حالیہ واقعہ اسی غم و غصہ، نفرت، انتقام اور حسد کا اظہار ہے جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔

سوال: ایسے سانحات پر پاکستان ہی نہیں تمام مسلمان حکمرانوں (الا ماشاء اللہ) کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ چپ سادھ لیتے ہیں یا ایک آدھ گول مول سا بیان جاری کر دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک باغیرت مسلمان حکمران کا ایسے سانحہ پر کیا ردعمل ہونا چاہیے؟

مرزا ایوب بیگ: میری نظر میں اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ بالکل ویسا ہی ردعمل آنا چاہیے جیسے سندھ کی ایک مسلمان دوشیزہ کی پکار پر حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کا آیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ تو اس کا جواب بہت آسان ہے۔ بقول شاعر

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ہم انگریز کی بلاواسطہ غلامی سے تو آزاد ہو گئے لیکن بالواسطہ غلامی میں آج بھی جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے سابقہ حکمرانوں نے "Divide and Rule" کے تحت پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کشمیر کا تنازع چھوڑ دیا، تاکہ یہ دونوں ملک بالخصوص پاکستان کبھی توانا نہ ہو سکے اور دونوں اسی جھگڑے میں مبتلا رہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، لیکن بدقسمتی سے ہم نے نفاذ اسلام کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ہم پاکستانی وہ خوش قسمت قوم ہیں جن کی دنیوی و اُخروی کامیابی ایک ہی چیز میں ہے، یعنی اسلام کے نظام کو نافذ کرنا۔ لیکن ہم نے وہ کام نہ کیا۔ ہم نے کہا سب سے پہلے پاکستان۔ کہنے والوں نے یہ کہا کہ آپ نے غلط سنا ہے پرویز مشرف نے کہا تھا سب سے پہلے مشرف۔ بدقسمتی سے ہمارے تمام حکمرانوں کا معاملہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنی ذات کو مقدم رکھتے ہیں۔ دوسرے ممالک جس راستے سے مضبوط ہوئے وہ وطنیت کا راستہ تھا۔ انھوں نے وطن کا بت بنا کر اس کی پوجا کی اور اس کے لیے قربانیاں دیں اور خوب دنیاوی ترقی کی، جبکہ ہم نے قومیت کی نفی کر کے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ہم نے سیدھا اور صحیح راستہ اختیار ہی نہیں کیا۔ جارج واشنگٹن نے کہا تھا کہ جو سربراہِ مملکت تین گھنٹے سے زیادہ سوتا ہے وہ کرپشن میں ملوث ہے۔ آپ دیکھ لیجیے، ہم نے ذاتی طور پر خوب ترقی کی ہے۔ لاہور کے ایک محلے میں آج جتنی گاڑیاں ہوں گی، پاکستان بننے سے پہلے سارے پاکستان میں اتنی نہیں تھیں۔ ہم نے اپنی ذات پر توجہ دی، تو اللہ نے ہمارے لیے یہی راستہ کھول دیا کہ تمہیں دنیا چاہیے تو لے لو، لیکن آخرت میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ آپ نے کبھی سنا ہے کہ زرداری صاحب یا گیلانی صاحب نے یورپ یا امریکہ کے دورے پر یہ کہنے کی جرأت کی ہو کہ آپ قرآن کیوں جلاتے ہیں، یہ ہماری مقدس کتاب ہے، ایسے واقعات سے ہمارا دل دُکھتا ہے۔ اس کمزوری کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے امریکہ کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ ایسا ردعمل دے ہی نہیں سکتے۔

سوال: کیا افغانستان میں امریکی فوجیوں کا قرآن جلانا افغانستان میں کسی نئی جنگی حکمت عملی کا آغاز ہے یا واقعتاً یہ انجانے میں سہواً ہو گیا ہے؟

حافظ عاکف سعید: میرا خیال ہے کہ اس میں جنگی حکمت عملی کا بھی کچھ دخل ہے، لیکن ان فوجیوں کی اِس انداز سے برین واشنگ کی جاتی ہے کہ اسلام قابل نفرت مذہب ہے اور اس کے ساتھ جیسا بھی سلوک اختیار کیا جائے روا ہے۔ گوانتاناموبے جیل میں قرآن پاک کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ نہایت گھناؤنی شیطانی حرکت ہے۔ ایسے واقعات کا

بار بار رونما ہونا اسلام دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نہتے طالبان کے ہاتھوں امریکیوں کو جس طرح ذلت اُٹھانا پڑ رہی ہے اِس کا غصہ وہ کہاں نکالیں گے۔ وہ اپنا غصہ قرآن کی توہین اور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کی شان میں گستاخی کر کے نکال رہے ہیں۔ یہ دراصل ان کے اخلاقی دیوالیہ پن اور ذہنی پستی کی انتہا ہے اور اس میں پورا مغرب برابر کا شریک ہے۔ شروع میں جب نبی کریم ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے اور قرآن پاک کی توہین کی گئی تو اِس پر پورے عالم اسلام میں بڑا سخت ردعمل آیا تھا۔ وہ وقتاً فوقتاً ایسے واقعات کے ذریعے ہماری ایمانی حرارت کا پیمانہ چیک کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارے اندر بھی ضعف ایمان ہے، لہٰذا اس حوالے سے وہ ایک قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے کہ ان کا اگلا ایجنڈا مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے تھرڈ ٹمپل بنانا اور گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ اس کی تیاریاں پوری کر لی گئی ہیں۔ یہود اپنے ایجنڈے کی تکمیل (یعنی گریٹر اسرائیل کے قیام اور تھرڈ ٹمپل کی تعمیر) کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ایمانی جذبہ رکھنے والے مسلمانوں کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ ایسے واقعات کر کے ہماری ایمانی صورتِ حال کا لیول چیک کرتے رہتے ہیں کہ کب ہمارے لیے زیادہ بہتر موقع ہو کہ ہم اگلا قدم اُٹھا سکیں۔

سوال: امریکہ پچھلے دس سال سے افغانستان میں پھنسا ہوا ہے اور وہاں سے جان چھڑانے کی فکر میں ہے۔ کیا ایسے واقعات کا رونما ہونا وہاں ایک عرصے سے موجود فوجیوں کی فرسٹریشن کا نتیجہ تو نہیں؟

حافظ عاکف سعید: انھیں طالبان کے ہاتھوں شکست کا شدید غم وغصہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت یقینی طور پر طالبان کی پشت پر ہے۔ اسی قوت کے بل بوتے پر انھوں نے نیٹو افواج کو ناکوں چنے چبوائے ہوئے ہیں۔ ایسے واقعات اُن کی فرسٹریشن کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں۔

سوال: امریکہ اور یورپی ممالک ان مذموم حرکات سے اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ میرا مطلب ہے مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنا اور ان پر دہشت گرد کا ٹھپہ لگانا وغیرہ۔

مرزا ایوب بیگ: آپ کے سوال میں کسی قدر جواب بھی شامل ہے۔ میں اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مسلمانوں کو اشتعال دلانا اور اس کے نتیجے میں کوئی اقدام کرنا چاہتے ہوں گے۔ لیکن دوسری طرف یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ امریکہ اور یورپ اس وقت سپریم قوت ہیں۔ وہ عسکری، اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے بڑے مستحکم ہیں۔ مثال کے طور پر محلے کا ایک شخص امیر ہو اور وہ اقتدار میں کچھ حصہ رکھتا ہو۔ اگر وہ اخلاقی سطح پر بہت بلند ہو تو وہ اہل محلہ کے لیے نعمت ہوگا اور اگر وہ اخلاقی لحاظ سے پستی میں ہو تو لوگوں کے لیے عذاب بن جائے گا۔ یہی معاملہ ان ممالک کا بھی ہے۔ امریکہ بہت بڑی عسکری، اقتصادی اور سیاسی طاقت ہے لیکن بدترین اخلاقی سطح پر ہے۔ یعنی اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق ہے۔ یہ دنیا جنت کا نقشہ بن سکتی ہے اگر یہاں کوئی سپریم پاور اخلاقی بلندی پر ہو۔ میں اسلامی تاریخ سے ایک مثال دیتا ہوں کہ جب مسلمان سپریم پاور تھے تو مسلمانوں نے ایک علاقے پر فتح حاصل کی۔ وہاں پر اپنا نظام قائم کیا۔ غیر مسلموں کو بتایا کہ آپ کو جزیہ دینا ہوگا۔ یعنی ہم آپ کی جان، مال عزت کی حفاظت کریں گے۔ کسی ایمرجنسی کی وجہ سے مرکز سے حکم آ گیا کہ یہاں سے نکل جائیں۔ اب اگر مسلمان چاہتے تو ان غیر مسلموں کے پاس جو کچھ تھا وہ لوٹ کر لے جاتے، لیکن ان کا رویہ بالکل برعکس تھا۔ اس وقت صاحب امر شخصیت نے وہاں کے غیر مسلموں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ ہم نے آپ سے جزیہ یہ آپ کی حفاظت کرنے کے لیے لیا تھا، لیکن اب ہم آپ کی حفاظت نہیں کر سکتے، لہٰذا آپ کا جزیہ واپس کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس دیکھئے، امریکہ نے ہمارے ایف 16 جہازوں کے پیسے کھا لیے تھے جو ایڈوانس دیے گئے تھے۔ یعنی اس کی اخلاقی پستی دنیا کے لیے عذاب بن رہی ہے۔ چونکہ مسلمان اس وقت ان کے سامنے دشمن کی حیثیت سے ہیں، اس لیے وہ ان کو اشتعال دلانے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں طالبان کی لاشوں کے ساتھ انھوں نے جو کچھ کیا وہ بھی اخلاقی پستی کا مظہر ہے۔ دوسرے کے جذبات کو کچلنا ان کا معمول بن گیا ہے۔ قرآن کی بے حرمتی اور نبی ﷺ کی توہین اسی کا حصہ ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کے اشتعال کا تعلق ہے تو دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت مسلمان کمزور ہیں، لہٰذا انھیں اشتعال دلا کر میدان میں لائیں اور انھیں کچل دیا جائے۔ عام آدمی کی عقل کے مطابق تو ان کی یہی تدبیر لگتی ہے۔ لیکن اللہ کی تدبیر کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ کیا کرتا ہے، یہ علیحدہ بات ہے اور یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کو مضبوط کرنا چاہیے۔ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دے کر پاکستان کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر ایسی کوئی حرکت کرے تو اس کو پوری پوری سزا دیں۔ اس سے بھی سخت سزا دیں جو محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو دی تھی۔

سوال: جب بھی اس قسم کا کوئی سانحہ پیش آتا ہے، دینی جماعتیں جلسے، جلوس، ریلیاں نکالتی ہیں اور مظاہرے کرتی ہیں۔ کیا مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی سطح پر اتنا ردعمل کفایت کرتا ہے یا اس سے بڑھ کر انھیں کچھ کرنا چاہیے؟

حافظ عاکف سعید: بدقسمتی سے یہی ہو رہا ہے۔ دشمن ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ ان کے ذہنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کے مظہر ہے۔ ہم اِس پر احتجاج اور مظاہرے کرتے اور جلوس نکالتے ہیں، کچھ پتلے جلا دیتے ہیں۔ پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں تو پھر کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ پچھلے دس سال سے یہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ گویا وہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اور ہم سوائے احتجاج کے کچھ نہیں کر پا رہے۔ مسلمان کے ساتھ تو اللہ کی قوت ہوتی ہے۔ آج مسلمان اتنے کمزور کیوں ہیں کہ ان کا منہ توڑ جواب نہیں دے پا رہے۔ محمد ﷺ ہماری محبوب ترین ہستی ہیں، جن سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے اور قرآن اللہ کا آخری کلام ہے اور یہ واحد آسمانی کتاب ہے جو اپنی اصل شکل میں ہے، اس کا احترام تو تمام نوع انسانی کو کرنا چاہیے۔ اس پر اہل علم، دانشور، علماء کو مل کر بیٹھنا چاہیے کہ اس کا صحیح اور منہ توڑ جواب ہم کیسے دے سکتے ہیں؟ یہ اصل ایشو ہے۔ بدقسمتی سے ہم ادھر توجہ نہیں کر رہے۔

سوال: (امیر تنظیم اسلامی سے) آپ نے یہ بات کسی فورم پر دینی جماعتوں کے سربراہوں سے کی ہے؟

حافظ عاکف سعید: یقیناً مجھے جب بھی کسی جلسے میں یا کسی بھی میٹنگ میں خطاب کا موقع ملا، میں نے اس نکتے کو بڑے واضح انداز میں اُجاگر کیا ہے کہ ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

ایک اصولی بات یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ اعدائے اسلام حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور قرآن کی بے حرمتی کر کے اپنی گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے اِس سے نہ قرآن کی عظمت میں کوئی کمی آ سکتی ہے اور نہ حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے۔ آپ ؐ کا مقام تو اللہ نے بلند کر دیا ہے۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ البتہ دشمنوں کی یہ شیطانی حرکتیں اصل میں ہماری ذلت و رسوائی ہے۔ بقول آغا حشر کاشمیری ؏ طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں۔ آج امریکہ اور یورپ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کے ذریعے وہ ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اے مسلمانو! تم چاہے ڈیڑھ ارب سے زیادہ تعداد میں ہو مگر تمہاری کوئی حیثیت نہیں، تمہارا خدا بھی تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ تو یہ ذلت و رسوائی ہماری ہے۔ ہم نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی ہے۔ دنیا و شریعت کے

ساتھ جو روش یہود نے اپنائی تھی جس کی وجہ سے وہ مغضوب علیہم قوم قرار پائے تھے، آج وہی طرزِ عمل اور رویہ دین کے ساتھ ہمارا ہے۔ اِس وقت کرۂ ارضی پر 57 اسلامی ممالک موجود ہیں، لیکن ہم نے کسی ایک ملک میں بھی اللہ کا دین قائم نہیں کیا۔ ہم عملی زندگی میں ہر وہ کام کر رہے ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کو ناراض کرنے والا ہے۔ تمام اسلامی ممالک میں سودی معیشت چل رہی ہے۔ یوں ہم نے عملی اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کے دین سے بغاوت کا راستہ اختیار کیا رکھا ہے۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس بات کو اُجاگر کرتے تھے کہ ہمارا اپنا طرزِ عمل خود قرآن کی اور حضورؐ کی گستاخی کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ ہم شریعت اور دین کو پاؤں تلے روند رہے ہیں۔ اگر نہتے طالبان کے ذریعے اللہ امریکہ کو ذلیل وخوار کر سکتا ہے، تو ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان اگر اللہ سے وفاداری کے راستے پر آ جائیں اور اللہ ان کی پشت پر کھڑا ہو، تو کون انہیں میلی نظر سے دیکھ سکے گا؟ بات یہ ہے کہ ہم اللہ سے اور اس کے دین سے وفاداری نہیں کرتے۔ نتیجتاً ہم اللہ کی رحمت ونصرت سے محروم ہیں۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی مدد حاصل کی جائے اور اس کے بارے میں بڑا واضح لائحہ عمل اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو کر مضبوط قوت بنیں اور دشمنانِ اسلام کو دندان شکن جواب دیں، تو پھر وہ نبی کریم ﷺ یا قرآن پاک کی توہین کرنے کی جسارت کبھی نہیں کریں گے۔

سوال: 295-C پاکستان کے آئین کا حصہ ہے۔ امریکہ اور یورپ اس کی کیوں مخالفت کر رہے ہیں اور پاکستان کے سیکولر عناصر ان کی ہاں میں ہاں کیوں ملاتے ہیں؟

مرزا ایوب بیگ: وجہ بالکل واضح ہے۔ امریکہ کا جو سرمایہ دارانہ نظام ہے اس کے مقابلے میں کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہے سوائے اسلام کے۔ امریکہ کی جمہوریت اس سرمایہ دارانہ نظام کی ڈھال بنی ہوئی ہے۔ اسلام اس کے مقابلے میں ہر سطح پر ایک نظام پیش کرتا ہے اور انھوں نے صحیح طور پر پہچانا ہے کہ یہی ہمارا حریف نظام ہے اور اس نظام کے کسٹوڈین سے ہمیں مقابلہ کرنا اور انھیں تہس نہس کرنا ہوگا۔ دیکھئے، ایک وقت میں کیمونزم کا نظام ابھرا تھا لیکن وہ 70 سال میں درہم برہم ہوگیا۔ اگرچہ اس وقت دنیا میں اسلام بحیثیت نظام کہیں موجود نہیں، لیکن یہ نظریاتی طور پر موجود ہے، قرآن وحدیث میں موجود ہے، جہاں سے ہم اُسے اخذ کر سکتے ہیں اور اس کا ایک بالفعل نقشہ بھی دنیا صحابہ کرام ؓ اور خلفائے راشدین ؓ کے دور میں دیکھ چکی ہے۔ طالبان دور کی ایک ہلکی سی جھلک آپ بھی دیکھ سکتے ہیں، اگرچہ وہ ایک مکمل اسلامی نظام نہیں تھا۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں اسلامی نظام کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی ذات کے حوالے سے، قرآن کے حوالے سے جس کے بارے میں بانی پاکستان نے کہا تھا کہ پاکستان کو کسی نئے آئین کی ضرورت نہیں ہے پاکستان کے پاس آئین 14 سو سال پہلے بنا ہوا آئین موجود ہے، مسلمانوں کا راستہ روکیں۔ وہ اسلام کو سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں threat سمجھتے ہیں۔ آپ 295-C بنائیں گے یا اُس کا دفاع کریں گے جس سے قانونی طور پر ناموس رسالت کو تحفظ ملتا ہے تو وہ اس پر اعتراض کریں گے۔ آپ قادیانی فتنے کی سرکوبی کریں گے، تب بھی وہ میدان میں آئیں گے۔ اس لیے کہ اصل اسلام ایسے اقدامات کے نتیجے میں ہی نکھر کر سامنے آتا ہے۔ تو ان کی مداخلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے نظام کو خطرے میں سمجھتے ہیں۔ کچھ اسی قسم کا معاملہ ہمارے سیکولر عناصر کا ہے۔ وہ بھی اسلامی نظام اور قوانین کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔

> اعدائے اسلام حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور قرآن کی بے حرمتی کر کے اپنی گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ ہماری ذلت ورسوائی کا مظہر ہے۔ اس سے قرآن کی عظمت اور حضور ﷺ کے مقام ومرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی

سوال: شنید ہے کہ ٹیری جونز اور ڈنمارک کے اخبار کے اس ایڈیٹر کے خلاف جس نے حضور ﷺ کے خاکے شائع کیے تھے، سپریم کورٹ کے حکم پر پاکستان کے شہر جھنگ میں 295-C کے تحت FIR درج ہوگئی ہے۔ آپ کے خیال میں اس کیس کے کیا Consequences ہوں گے؟

مرزا ایوب بیگ: اس کے Consequences کیا ہوں گے یہ میں بعد میں عرض کروں گا۔ سب سے پہلے میں مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں ایڈووکیٹ زاہد سعید بھٹہ صاحب کو جن کا تعلق جھنگ سے ہے۔ انھوں نے اس حوالے سے 2006ء سے لے کر 2012ء تک ان تھک محنت کی ہے۔ ان کی محنت کے نتیجے میں ہی ایف آئی آر درج ہوئی۔ ہمیں چیف جسٹس چودھری افتخار محمد صاحب کو بھی خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے، جنھوں نے یہ آرڈر دیا کہ چاہے دنیا کے کسی ملک میں بھی نبی اکرم ﷺ کی توہین ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی ہو، اس کا مقدمہ پاکستان میں 295-C کے تحت درج ہو سکتا ہے۔ یہ بہت جرأت مندانہ فیصلہ تھا۔ میں انھیں مسلمانوں کی دعاؤں کا مستحق سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ایسا فیصلہ دیا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ 295-C کی ایف آئی آر تھانیدار اپنی مرضی سے نہیں درج کر سکتا بلکہ ایک پورا مرحلہ ہوتا ہے۔ بھٹہ صاحب اس سلسلے میں سیشن کورٹ گئے، پھر تقریباً 6 سالوں میں سپریم کورٹ سے فیصلہ لے کر انھوں نے اس FIR درج کروائی۔ درمیان میں انھیں بہت رکاوٹیں بھی آئیں، لیکن وہ ڈٹے رہے۔

سوال: عاکف صاحب! دنیا میں جہاں بھی دہشت گردی کی واردات ہوتی ہے اُس میں ہمارا نام لیا جاتا ہے۔ دشمن ہمارے کردہ اور ناکردہ گناہوں کی اپنے طور پر ایک لسٹ مرتب کرتے ہیں اور ہم سے بار بار یہ مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ یہ مجرم ہمارے حوالے کیے جائیں۔ آپ یہ بتائیں کیا جن مجرموں کے خلاف FIR درج ہوئی ہے، ہم انھیں ان ممالک سے طلب نہیں کر سکتے، تاکہ ہم پاکستان کے قانون کے مطابق ان کو سزا دیں؟

حافظ عاکف سعید: اصولی بات یہی ہے جو آپ نے کہی ہے لیکن معاملہ پھر وہیں آ جاتا ہے کہ ؎ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات۔ ہمارا کوئی حق وہ تسلیم ہی نہیں کرتے، لیکن یہ خود اپنی جگہ ایک ''کریڈٹ ایبل'' بات ہے کہ پاکستان کی کسی ایک عدالت کے اندر یہ مقدمہ درج ہو گیا ہے۔ اس سے ایک پیغام پوری دنیا کو ملتا ہے کہ پاکستان میں ابھی اسلام کی جڑیں مضبوط ہیں اور یہاں غیرت وحمیت ایمانی برقرار ہے۔ خال خال ہی سہی لیکن برقرار ضرور ہے اور وہ بھی حکمران طبقے میں کیونکہ چیف جسٹس کا تعلق بھی تو حکمران طبقے سے ہے۔ انھوں نے بڑی جرأت سے ایسا فیصلہ دیا اور سیشن جج کو بھی سلام کیا جانا چاہیے کہ جنھوں نے ان مجرموں کے خلاف FIR درج کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔

(اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔)

☆☆☆

انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام
23مارچ 2012 کو ہونے والے لیکچر کے مقرر

ڈاکٹر منور انیس اور اُن کی علمی خدمات

ڈاکٹر ابصار احمد

قارئین ندائے خلافت کے علم میں ہوگا کہ ماضی میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام سالانہ محاضرات باقاعدگی سے منعقد ہوتے رہے ہیں، جن میں مختلف مکاتب فکر کے اصحاب فکر و دانش اور علماء مقالات پیش کرتے یا لیکچرز دیتے رہے ہیں۔ گزشتہ برس بھی مارچ میں ان کا انعقاد ہوا تھا، جن میں انگلستان اور جنوبی افریقہ سے معروف سکالرز کے علاوہ لاہور اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے اہل علم حضرات نے مقالات پیش کیے تھے۔ ان میں سے بعض مقالات انجمن کے سہ ماہی جریدہ ''حکمت قرآن'' کے صفحات کی زینت بن چکے ہیں، اور قارئین نے بالعموم ان کی تحسین کی ہے۔

انجمن کی مرکزی عاملہ نے اس سال کے پروگرام کے لیے ایک بین الاقوامی شہرت کے حامل اسلامی سکالر کو دعوت دی ہے۔ جن کا نام ڈاکٹر منور احمد انیس ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا لیکچر ان شاء اللہ 23 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب قرآن آڈیٹوریم میں ہوگا۔ فاضل مقرر طویل عرصہ (کم و بیش چالیس سال) پاکستان سے باہر رہے ہیں، لیکن پھر بھی اردو میں مافی الضمیر ادا کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں دو ملاقاتوں کے دوران میں نے انہیں زبان و بیان کے اعتبار سے بہت شستہ پایا۔ ان کے لیکچر کا عنوان انگریزی میں یہ ہے:

"Islamophobia, Neo-Orientalism and the Holy Prophet (SAW)"

سطور ذیل میں ڈاکٹر منور انیس صاحب کا قارئین سے تعارف کروانا مقصود ہے، تاکہ انہیں ان کے علمی کام کے حوالے سے واقفیت ہو اور وہ محولہ بالا لیکچر میں پابندئ وقت کے ساتھ احباب کے ساتھ ذوق و شوق سے شمولیت کریں۔

ایران میں1979ء کے اسلامی انقلاب کے بعد پوری دنیا میں نظریاتی طور پر اسلام سے وابستگی رکھنے والے لوگوں میں اسلامی دینی ثقافت و تہذیب اور علمی ورثے کے احیاء کی ایک وسیع لہر پیدا ہوئی۔ جس نے ستر کی دہائی (1970s) میں شروع ہونے والی اسلامائی زیشن آف نالج کی تحریک کو مزید مہمیز دی۔ علوم کی اسلام کاری کی تحریک کا کام ہمارے ہاں یعنی برصغیر میں علامہ اقبال کے بعد ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے بہت شرح وبسط کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ اقبالؒ کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر رفیع الدین کے افکار کی زبردست تشہیر اور توضیح و تشریح برادر بزرگ مرحوم و مغفور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کرتے رہے ہیں۔ اس تناظر میں قارئین یقیناً ڈاکٹر رفیع الدین کے رسالے"Islamic Education" سے بھی واقف ہوں گے۔ ہمارے مہمان مقرر ڈاکٹر منور انیس کا ایک مضمون بعنوان God Call Reveals اس وقت اس پرچے میں شائع ہوا جب کہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں فرسٹ ایئر کے طالب علم تھے۔ ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے نہ صرف نوعمر سکالر کو تعریفی خط لکھا بلکہ دوسو روپے کا چیک بھی معاوضے کے طور پر ارسال کر کے حوصلہ افزائی کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی (زوآلوجی) کرنے کے بعد آپ امریکہ چلے گئے۔ لندن میں اَسّی کی دہائی یعنی(1980s) میں ڈاکٹر کلیم صدیقی نے (جن میں دس بارہ سال قبل ذہنی تبدیلی آئی تھی، ورنہ پہلے صرف ایک جرنلسٹ کی حیثیت میں گارڈین یا کسی دوسرے اخبار کی ملازمت میں تھے) لندن میں اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا اور دس پندرہ انتہائی ذہین اور مغرب کی یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اسلام کے احیاء اور نشاۃ ثانیہ کے لیے آمادہ کیا۔ اس میں میرے خیال میں بعض دوسرے اداروں کو بھی شامل کیا جانا چاہیے، مثلاً یورپ کی اسلامی کونسل، فکر مودودیؒ، لیسٹر (انگلینڈ) کا اسلامک فاؤنڈیشن وغیرہ۔ ان نوجوانوں نے جنوری 1984ء سے لندن سے ایک بہت اعلیٰ پائے کا 80 صفحات پر مشتمل باتصویر ماہانہ علمی جریدہ - Inquiry Magazine of Events and Ideas شائع کیا، جو کئی برس مسلسل چھپتا رہا۔ ڈاکٹر منور انیس اس پرچے کے Contributing Editor تھے۔ اس جریدے کے صرف آٹھ دس شماروں کی ایک جلد قرآن اکیڈمی لائبریری میں ہے۔ راقم اَسّی کی دہائی میں جوں ہی یہ پرچہ اکیڈمی میں آتا تھا، پڑھ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر انیس صاحب سے غائبانہ تعارف اس میں ان کی شائع شدہ تحریروں (جن کی اکثریت اعلیٰ تحقیقی مضامین کی تھی) کے حوالے سے ہوگیا تھا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب فیکس مشین کا بھی وجود نہ تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب اپنے پورے مضامین ٹیلی فون کے ذریعے امریکہ سے لندن Dictate کراتے تھے۔ بعض شمارے ایسے بھی ہیں جن میں ڈاکٹر صاحب کے ایک ہی ماہ دو مختلف موضوعات پر تحریریں ہیں۔ اس وقت آپ Indiana سے پی ایچ ڈی کرنے کے بعد شکاگو میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے۔ ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے میں انگریزی مضمون جو پروفیسر پرویز منظور کا ہے (موصوف گزشتہ چالیس سال سے سٹاک ہام میں مقیم ہیں) وہ بھی INQUIRY سے میرا انتخاب تھا۔

اسی زمانے میں ڈاکٹر منور انیس کی گہری دوستی اور فکری ہم آہنگی ملائیشیا کے جناب انور ابراہیم سے ہوئی۔ نوے کی دہائی میں یہی رفاقت انہیں ملائیشیا لے گئی، جہاں انور ابراہیم ڈپٹی پرائم منسٹر رہے۔ ڈاکٹر انیس نے انور ابراہیم کے اسلامی جذبے، اثر و رسوخ اور کثیر سرکاری وسائل کو استعمال کرتے ہوئے کوالالمپور سے ایک شاندار سہ ماہی جرنل Periodica Islamica شروع کیا جو بنیادی طور پر نہ صرف عالم اسلام بلکہ مغربی دنیا میں شائع ہونے والے علمی پرچوں کے محتویات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس جرنل کے چند شماروں کی فائل بھی قرآن اکیڈمی لائبریری میں موجود ہے۔ میں ان

جریدوں کو 1995/96 میں نظر سے گزارتا رہا ہوں۔ میرے علاوہ ڈاکٹر احمد افضال بھی اس پر کی گئی عرق ریزی کے لیے ڈاکٹر انیس اور ان کی ٹیم کے معترف تھے۔ اسی Content Journal کی تعریف نیویارک کی پبلک لائبریری اور کیمبرج یونیورسٹی کے زعماء نے بھی کی۔ بعدازاں جناب انور ابراہیم ملائیشیا کے ڈکٹیٹر مہاتیر کے زیرعتاب آ گئے اور یہ سارا اسلامی احیائی فکری محاذ بھی منتشر ہوگیا۔ انور ابراہیم کو سخت مظالم کا سامنا کرنا اور جیل میں مکمل قید تنہائی کے چھ سال گزارنے پڑے۔ یہی معاملہ ان کے رفقاء کے ساتھ مہاتیر نے کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر انیس کو بھی انتہائی گھناؤنی کردار کشی کے علاوہ جسمانی ایذائیں بھی چند ماہ کی اسارت میں برداشت کرنا پڑیں۔ بارہ سال ملائیشیا میں قیام کے بعد انہوں نے ملائیشیا کو خیرباد کہا اور دوبارہ امریکہ اور یورپ کے بعض ممالک میں رہے۔ اس دوران آپ نے کئی علمی منصوبوں اور انسائیکلو پیڈیاز میں اسلام اور اسلامی موضوعات کو ایڈیٹ کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔ 2002ء میں ڈاکٹر صاحب کا نام نوبل امن انعام کے لیے بھی تجویز کیا گیا۔

قصہ مختصر، ڈاکٹر منور انیس طویل عرصہ دنیا بھر کی خاک چھاننے کے بعد واپس اپنے آبائی شہر لاہور آ گئے ہیں۔ اور لگ بھگ ایک سال سے UMT (یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی) میں قائم کیے گئے سنٹر فار گلوبل ڈائیلاگ کے ڈائریکٹر تعینات ہوئے ہیں۔ آپ نے وہاں MS لیول کے اسلامک بینکنگ اور فنانس کے کورسز بنا کر کلاسز کا آغاز بھی کیا ہے۔ بیرونی دنیا میں اسلام دشمنی سے آپ سخت بیزار ہیں اور غالباً اسی کے خلاف شدید جذباتی ردعمل آپ کو پاکستان واپس لے آیا ہے۔ دو ہفتے قبل اپنے آفس میں ملاقات کے دوران انہوں نے پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ازحد مثبت اور رجائیت سے بھرپور انداز اختیار کیا، جو میرے لیے خاصا حوصلہ افزا تھا۔ چنانچہ وہیں میں نے ان سے انجمن خدام القرآن کے قرآن آڈیٹوریم میں ایک مفصل لیکچر کی درخواست کردی جو انہوں نے بخوشی قبول کرلی۔ یہ لیکچر 23 مارچ کو قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ہوگا، جس میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران بھی بطور مہمان خصوصی شرکت کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیراہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیراہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام 5 فروری 2012ء کو چکوال میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ یہ درس ناظم حلقہ مشتاق حسین نے دیا۔ انہوں نے سورۂ اعراف کی چند آیات پر گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی جہلم عادل عمران نے ''اعجب الایمان'' کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ بعدازاں فاروق حسین نے قرآن وسنت کی روشنی میں دعا کی اہمیت وفضیلت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دعاؤں کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ تم مجھے پکارا کرو، میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں اور لوگ اُسے نہیں پکارتے اور گھمنڈ کرتے ہیں اللہ انہیں جہنم میں داخل کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے دعا کو عبادت کا نچوڑ بتایا ہے۔ دعا تقدیر کو بھی ٹال سکتی ہے۔ دعا بھرپور یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے۔ اس کے بعد محمد اشرف نے ''ایمان اور نفاق'' کے حوالے سے مذاکرہ کرایا۔ بزرگ رفیق تنظیم سید محمد آزاد نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ یعنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، امیری کو فقیری سے پہلے، فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ پروفیسر حافظ ندیم مجید نے عقیدۂ توحید کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس کے بعد احمد بلال ایڈووکیٹ نے ''موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کل ٹی وی کے ذریعے بے حیائی کا سیلاب اُمڈ آیا ہے، اِس سے ہمیں خود بھی بچنا چاہیے اور اپنے اہل خانہ کو بھی بچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ مزید برآں اس کے خلاف ہر سطح پر آواز اُٹھانی چاہیے۔ آخر میں محمد شہزاد ایڈووکیٹ نے فریضۂ اقامت دین کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حکم ہے کہ دین کو قائم کریں اور تفرقے میں نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا کیا ہے، اس کے قیام کی جدوجہد ہماری ذمہ داری ہے۔ تنظیم اسلامی اسی کام کے لیے جدوجہد کررہی ہے۔ اس کام کے لیے تنظیم نے منہج نبویؐ کو اپنایا ہے۔

(مرتب: محمد زمان)

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیراہتمام شب بیداری پروگرام

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیراہتمام 10 اور 11 فروری کی درمیانی شب شب بیداری کا انعقاد کیا گیا، جس کی میزبانی اُسرہ نواں شہر نے کی۔ یہ پروگرام نقیب اسرہ اجمل خان کے محلہ ناڑیاں کی مسجد میں ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز سہ پہر تین بجے ذوالفقار علی شاد کے درسِ قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ درس میں 12 رفقاء موجود تھے۔ اس کے بعد درسِ حدیث ہوا جس میں کمزوروں اور محتاجوں کے حقوق سے متعلق تین احادیث بیان کی گئیں۔ یہ ذمہ داری راقم نے ادا کی۔ اجمل خان نے مطالعۂ سیرت کے ضمن میں ''صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک'' کے اہم واقعات تاریخی حوالوں کے ساتھ بیان کیے۔ نمازِ عصر کے بعد فہم دین پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں رفقاء کے علاوہ پانچ احباب نے بھی شرکت کی۔ اسد قیوم نے بڑے دل نشین انداز میں دین و مذہب کے فرق اور فرائض دینی کے جامع تصور کو پیش کیا۔ نیز انہوں نے بیعت کی اہمیت اور منہج انقلاب نبویؐ کو مختصر مگر جامع انداز میں قرآن وحدیث کے حوالوں سے بیان کیا، اِس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اِس دوران میں احباب نے مقرر سے سوالات بھی کیے۔ نماز مغرب کے بعد امیر مقامی تنظیم عبدالرحمٰن رفیع نے ماہ مبارک ربیع الاوّل کی مناسبت سے ''نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' کے عنوان پر پرمغز گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی اِن بنیادوں کو مضبوط کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد حافظ محمد ہارون قریشی نے دعائے استخارہ کی اہمیت بیان کی اور حاضرین کو یہ دُعا پڑھائی اور اِسے یاد کرنے کی تلقین کی۔ میجر (ر) سلطان نے شب بیداری کے تمام پروگراموں کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ آخر میں امیر مقامی تنظیم نے 19 فروری کے ایک روزہ دعوتی پروگرام کے لیے مشورہ کیا۔ یہ روح پرور اجتماع دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین حق پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: طاہر محمود)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کا تعارفی کیمپ

امیر حلقہ کراچی جنوبی حافظ نوید احمد نے حلقہ کی دس تنظیم میں سے پانچ یعنی تنظیم اسلامی شاہ فیصل، لانڈھی، کورنگی شرقی، کورنگی غربی کو توسیع دعوت کے ضمن میں تعارفی کیمپ کی ذمہ داری تفویض کی۔ میجر شاہد حفیظ کو اس پروگرام کا امیر مقرر کیا گیا۔ دعوتی کیمپ کے لیے کورنگی شرقی نے میزبانی کی خواہش ظاہر کی جسے قبول کرلیا گیا۔ مقامی امیر انجینئر نعمان اختر نے ذمہ داران کے ماہانہ اجلاس میں مشاورت سے جگہ کا انتخاب کیا اور کورنگی نمبر 4، غوث پاک روڈ، علی مرتضیٰ مسجد سے متصل

ایک کھلے میدان میں کیمپ لگانے کا فیصلہ ہوا۔تمام ذمہ داران نے سائٹ پر پہنچ کر اس کا جائزہ لیا۔پروگرام کے لئے قیصر علی کو ناظم اور نعمان نسیم کو نائب ناظم مقرر کیا گیا۔مزید شعبہ جات کے ناظمین اور معاونین کا تقرر بھی عمل میں آیا اور پروگرام کی ایک چیک لسٹ تیاری کی گئی۔دعوت کے لیے 2000 ہینڈ بلز اور 5 بڑے بینرز پرنٹ کروائے گئے۔16 فروری کو تمام رفقاء کو بعد نمازِ عشاء مدعو کیا گیا اور مقامی امیر نعمان اختر نے کیمپ کے حوالے سے رفقاء کو متحرک کیا اور کہا کہ چونکہ کورنگی شرقی کو کیمپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا ہے، اس بناء پر ہم تمام رفقاء بفضلہٖ تعالیٰ اِس کے تمام اخراجات بھی اٹھائیں گے۔اللہ کا کرم ہوا کہ نعمان صاحب نے اخراجات کی جو لاگت رکھی تھی، رفقاء کے ایثار سے وہ رقم اُسی وقت جمع ہوگئی۔اللہ رفقاء کے ایثار کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔پروگرام کی اجازت کے لئے ناظم مالیات اقبال احمد صدیقی کی انتھک محنت سے علاقہ کے متعلقہ تھانے سے این او سی حاصل ہوگئی۔پروگرام سے دو روز پہلے نعمان نسیم، قیصر علی اور راقم نے علاقہ کی گلیوں کا معائنہ کیا، تاکہ پروگرام سے پہلے دعوتی سرگرمیاں منظم انداز سے ہوسکیں۔

19 فروری طے شدہ پروگرام کے مطابق سہ پہر تین بجے میزبان تنظیم کے رفقاء جلسہ گاہ میں جمع ہوئے۔رفقاء نے جلسہ گاہ کی طرف آنے والی سڑک پر ریلی کی صورت میں کھڑے ہو کر پلے کارڈز کی مدد سے پروگرام کی تشہیر کی۔بعدازاں بقیہ چار تنظیم کے رفقاء بھی جن کو شام 4 بجے بلایا گیا تھا آ پہنچے۔پروگرام کے آغاز میں کورنگی غربی کے امیر حافظ عمیر انور نے دعوت کی اہمیت اور اس کے آداب سے رفقاء کو آگاہ کیا۔امیر حلقہ انجینئر نوید احمد نے دعوتی کام کے لئے نو (9) ٹیمیں تشکیل دیں۔پروگرام کے ناظم قیصر علی نے نقشہ کے ذریعے ٹیموں کو اُن کے علاقوں کو روانہ کیا۔ٹیموں کے ارکان نے نمازِ عصر مختلف مساجد میں ادا کی۔بعدازاں کارنر میٹنگز کی گئیں اور رفقاء نے گھر گھر جا کر تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچائی۔بعد نماز مغرب حافظ انجینئر نوید نے ''سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں پاکستان کے مسائل کا حل'' کے موضوع پر جامع خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ اس وقت اسلام دشمن طاقتیں پاکستان کو ختم کرنے اور اُسے تقسیم کرنے کے لئے متحد ہوچکیں ہیں۔انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان کے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ کو اپناتے ہوئے ہم اس مقصد اور مشن کے لیے متحد ہو جائیں، جسے دے کر نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔اس مقصد کے لیے ہمیں ایک ایسی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا ہوگی، جس کا مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا ہو، اس کا طریقہ کار نبوی منہج کے مطابق ہو، اُس کی اساس بیعت مسنونہ پر ہو، اُس کی دعوت کا محور و مرکز قرآن حکیم ہو۔آخر میں اُنہوں نے شرکاء کے سامنے تنظیم اسلامی کا تعارف بھرپور انداز میں پیش کیا۔اس پروگرام میں 50 رفقاء اور 150 احباب نے شرکت کی۔پر فارمہ کے ذریعہ احباب کے نام، ایڈریس اور فون نمبر حاصل کیے گئے۔دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔پروگرام کے بعد احباب نے تنظیم اسلامی کی کتب اور سی ڈیز کے سٹال سے بھی استفادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی و جہد اور انفاق کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: سراج احمد خان)

افغانستان میں امریکی فوج کی طرف سے قرآن کی بے حرمتی کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا احتجاجی مظاہرہ

بگرام ایئر بیس پر امریکی فوجیوں کی طرف سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام 24 فروری 2012ء کو بعد نماز عصر پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ ہوا۔شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی لاہور محمد جہانگیر نے کہا کہ نیٹو افواج کی طرف سے قرآن پاک کی بے حرمتی انتہائی شرمناک اور اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے، جس کا بدلہ لینے کے لیے ہر کلمہ گو بیتاب ہے۔شیطان کے ایجنٹ اپنی مذموم کارروائیوں سے مسلمانوں کی حرارتِ ایمانی کو جانچ رہے ہیں۔نیٹو افواج کو یہ جان لینا چاہیے کہ قرآن پاک کی توہین یا نبی کریم ﷺ کی اہانت کے مرتکب ہو کر وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے ہمیں جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہوگا۔قرآن اور نبی کریم ﷺ سے عملی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قرآن کے پیغام کو پوری دنیا میں عام کریں اور پاکستان میں اسلامی نظام یعنی نظام خلافت کے قیام کے لیے بھرپور اور منظم انقلابی جدوجہد کریں، تاکہ ہماری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔تنظیم اسلامی کے رہنما تجمل میر نے کہا کہ امریکہ اور یورپ اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکے ہیں' اور افغانستان میں اپنی شکست کی اذیت کو کم کرنے کے لیے کبھی توہین آمیز کارٹون شائع کرتے ہیں اور کبھی قرآن پاک کی بے حرمتی کا ارتکاب کرتے ہیں۔لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس طرح کے اوچھے اور گھناؤنے ہتھکنڈوں سے وہ اپنی شرمناک شکست کو فتح میں تبدیل نہیں کر سکتے' البتہ ان کی گندی ذہنیت ضرور عیاں ہوگئی ہے۔رفیق تنظیم نور الوریٰ نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیٹو افواج کی طرف سے قرآن حکیم کی بے حرمتی کے خلاف اسلامی ممالک کو امریکہ کا سیاسی اور معاشی بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ ہم پر بے حمیت حکمران مسلط ہیں' جن کا کام ہر صورت میں امریکہ و یورپ کی کاسہ لیسی اور بوٹ چاٹنا ہے' چاہے اس چکر میں دین و دنیا اور عزت و غیرت کی دھجیاں ہی بکھر جائیں۔اس مظاہرے میں سینکڑوں رفقاء تنظیم اسلامی و احباب نے شرکت کی۔انہوں نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے' جن پر امریکی فوج کے اس گھناؤنے فعل کے خلاف مذمتی عبارات درج تھیں۔(مرتب: وسیم احمد)

اعلان

قارئین! ندائے خلافت کے گزشتہ شمارہ میں ممتاز صحافی اوریا مقبول جان کے مفصل مضمون بعنوان ''حل کیا ہے؟'' کی پہلی قسط شائع کی گئی تھی۔زیر نظر شمارہ میں اس کی دوسری اور آخری قسط شائع ہونی تھی، مگر جگہ کی کمی کی بنا پر اِس کی اشاعت ممکن نہ ہوسکی۔یہ قسط آئندہ شمارہ میں شائع کی جائے گی۔ان شاءاللہ۔(ادارہ)

قرآن حکیم کی عظمت' تعارف اور حقوق و مطالبات جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

از ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ تقریباً 500 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف

خود پڑھیے۔ دوسروں کو تحفہ میں دیجیے!

اشاعت خاص (مجلد):
امپورٹڈ آفسٹ پیپر، قیمت: 400 روپے

اشاعت عام (پیپر بیک):
امپورٹڈ بک پیپر، قیمت: 250 روپے

عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے

اپنے آرڈر سے مطلع فرمائیں

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501
maktaba@tanzeem.org

تنظیمی اطلاعات

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم بنوری ٹاؤن میں فیصل منظور کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم بنوری ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب فیصل منظور کو مقامی تنظیم بنوری ٹاؤن کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم سوسائٹی میں ثاقب رفیع شیخ کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم سوسائٹی میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے موصولہ تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب ثاقب رفیع شیخ کو مقامی تنظیم سوسائٹی کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیفنس میں فیصل منصوری کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم ڈیفنس میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب فیصل منصوری کو مقامی تنظیم ڈیفنس کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی میں شاہد رحمان صدیقی امیر مقرر

مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب شاہد رحمان صدیقی کو مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی میں شاہد حفیظ چودھری کا بطور امیر تقرر

حلقہ کراچی جنوبی میں امیر حلقہ کی معاونت کے لیے نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ کی تجویز کو مدنظر رکھتے ہوئے امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب شاہد حفیظ چودھری کو ناظم حلقہ مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم اولڈ سٹی کراچی میں محمد رضوان کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم اولڈ سٹی کراچی میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد رضوان کو مقامی تنظیم اولڈ کراچی کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی مالاکنڈ کے ملتزم رفیق جناب عبدالغفور باچہ کے بڑے بھائی عبدالوہاب باچہ حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین و رفقاء سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اللّٰھم اغفرله وارحمه وادخله في رحمتك وحاسبه حسابًا يسيرًا

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی مالاکنڈ کے ملتزم رفیق تنظیم الحق کے والد علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ رفقاء اور قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم ایس سی (میتھ)، ایم ایڈ، خوبصورت و خوب سیرت، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-4477695

☆ راجپوت فیملی کو اپنے لڑکے عمر 25 سال، تعلیم ایف اے، ذاتی کاروبار (کارپٹ) اور لڑکی، عمر 23 سال، تعلیم بی اے، خوب صورت، خوب سیرت، کے لیے موزوں رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0321-6495591

☆ ہمیں اپنی دو بیٹیوں، عمریں 28 اور 24 سال، تعلیم ایف اے کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ گوجرانوالہ اور ملحقہ علاقوں کے رہائشی قابل ترجیح ہوں گے۔ برائے رابطہ: 0301-6606678

☆ بہاولپور میں رہائش پذیر سید فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم ایف اے (جاری) بیوہ، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-6840316

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

دینی وعصری علوم کی منفرد دانش گاہ

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج)

(وفاق المدارس سے الحاق شدہ)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

علم دین اور فکرِ حاضر کے حسین امتزاج کی ایک منفرد کوشش

بورڈ/یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ درسِ نظامی کا مکمل نصاب

قیام وطعام کی سہولت موجود ہے

خصوصیات

☆ تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ مدرسین

☆ قرآنی موضوعات پر خصوصی فکری وعملی رہنمائی

☆ تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام

☆ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے بہترین مواقع

☆ علوم اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم یعنی درس نظامی مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے

☆ اسباق وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ کے نصاب کے مطابق

☆ خوبصورت عمارت اور کلاس رومز

☆ کمپیوٹر لیب ☆ بہترین اور مکمل لائبریری

☆ کانفرنس اور مذاکرہ ہال

☆ اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی

☆ رہائش کے لیے بہترین ہوادار اور روشن کمرے

☆ خوراک حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق

☆ طلبہ کی تدریسی ضروریات پوری کرنے میں معاونت

☆ وقت کا مؤثر استعمال

☆ مواقع تفریح کی فراہمی

نشستیں محدود ہیں!

مڈل کے امتحان کے نتائج کے منتظر طلبہ بھی درخواست جمع کراسکتے ہیں

مقامی ودیگر شہروں کے طلبہ کے لیے درجہ اولیٰ وثانیہ (میٹرک) اور ثالثہ میں نئے تعلیمی سال کے داخلے جاری ہیں

معلومات داخلہ

☆ نئے سال کے لیے داخلہ کے خواہش مند طلبہ 15 مارچ سے کلیۃ القرآن آفس سے داخلہ فارم اور انٹری ٹیسٹ کے لیے سلیبس وصول کرسکتے ہیں۔

☆ داخلہ کے لیے انٹری ٹیسٹ اور انٹرویو پاس کرنا لازمی ہے۔ 26 مارچ کو انٹری ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگا۔

☆ مزید معلومات کے لیے ناظم اعلیٰ کلیۃ القرآن یا نائب ناظم سے رابطہ کریں!

☆ امسال شوال میں داخلے نہیں ہوں گے۔

شرائط داخلہ

☆ درجہ اولیٰ کے لیے متوسطہ یا مڈل پاس، ثانیہ کے لیے نہم اور اولیٰ پاس اور ثالثہ کے لیے وفاق المدارس سے عامۃ اور بورڈ سے میٹرک پاس ہونا لازمی ہے۔

☆ دیگر تعلیمی اداروں سے کم از کم مڈل

☆ اپنے علاقے کے عالم دین سے یا سابقہ مدرسہ سے تصدیق نامہ

☆ سرپرست کی طرف سے ضمانت نامہ

☆ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

برائے رابطہ

ناظم اعلیٰ کُلّیۃ القرآن (قرآن کالج)

191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35833637-35860024(042)

ذیلی دفتر: قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-35869501(042)

فیکس: 35834000(042)، ای میل: irts@tanzeem.org